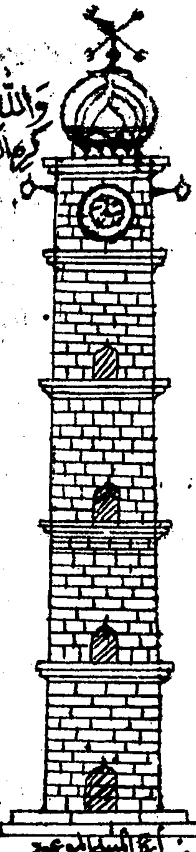
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم — نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

واللہ متم نورہ ولو کرہ الکافرون



منارۃ المسیح الموعود

انّ اللہ لا یغیّر ما بقوم حتّٰی یغیّروا ما بانفسھم

انّہ اوی القریۃ

الحکم

دار الامان حضرۃ قادیان

چہ گویم با تو گر آئی چہا در قادیان بینی
دوا بینی شفا بینی غرض دار الامان بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

جلد ۶	روز چہار شنبہ	۹- رمضان المبارک ۱۳۲۰ھ مطابق ۱۰ دسمبر ۱۹۰۲ء	نمبر ۴۴

کلمات طیبات حضرت امام الزمان سلمہ الرحمٰن۔

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

جو شخص ایمان لاتا ہے اُسے اپنے ایمان سے یقین اور عرفان تک ترقی کرنی چاہیئے نہ یہ کہ وہ پہر ظن میں گرفتار ہو۔ یاد رکھو ظن مفید نہیں ہو سکتا۔ خدا تعالیٰ خود فرماتا ہے ان الظن لا یغنی من الحق شیئاً۔ یقین ہی ایک ایسی چیز ہے جو انسان کو بامراد کر سکتی ہے یقین کے بغیر کچھ نہیں ہوتا۔ اگر انسان ہر بات پہ بدظنی کرنے لگے تو شاید ایک دم بھی دنیا میں نہ گذار سکے وہ پانی نہ پی سکے کہ شاید اس میں زہر ملا دیا ہو بازار کی چیزیں نہ کہا سکے کہ انہیں ہلاک کرنیوالی کوئی شے نہو پہر کسطرح وہ رہ سکتا ہے۔ یہ ایک موٹی مثال ہے اسی طرح پر انسان روحانی امور میں اس سے فایدہ اٹھا سکتا ہے۔ اب تم خود یہ سوچلو اور اپنے دلوں میں فیصلہ کر لو کہ کیا تم نے میرے ہاتھ پر جو بیعت کی ہے اور مجھے مسیح موعود۔ حکم عدل مانا ہے تو اس ماننے کے بعد میرے کسی فیصلہ یا فعل پر

اگر دل میں کوئی کدورت یا رنج آتا ہے تو اپنے ایمان کی فکر کرو۔ وہ ایمان جو خدشات اور توہمات سے بہرا ہوا ہے کوئی نیک نتیجہ پیدا کرنیوالا نہیں ہوگا۔ لیکن اگر تم نے سچے دل سے تسلیم کر لیا ہے کہ مسیح موعود واقعی حکم ہے تو پہر اسکے حکم اور فعل کے سامنے اپنے ہتیار ڈالدو۔ اور اس کے فیصلوں کو عزت کی نگاہ سے دیکہو تا تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک باتوں کی عزت اور عظمت کرنیوالے ٹھیرو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شہادت کافی ہے وہ تسلی دیتے ہیں کہ وہ تمہارا امام ہوگا وہ حکم عدل ہوگا اگر اسپر تسلی نہیں ہوتی تو پہر کب ہوگی یہ طریق ہرگز اچہا اور مبارک نہیں ہو سکتا کہ ایمان بھی ہو۔ اور دل کے بعض گوشوں میں بدظنیاں بھی ہوں میں اگر صادق نہیں ہوں تو پہر جاؤ اور صادق تلاش کرو اور یقیناً سمجہو کہ اسوقت اور صادق نہیں مل سکتا۔ اور پہر اگر دوسرا کوئی صادق نہ ملے اور نہیں ملے گا۔ تو پہر میں اتنا حق مانگتا ہوں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجہکو دیا ہے۔

جن لوگوں نے میرا انکار کیا ہے اور جو مجہہ پر اعتراض کرتے ہیں اُنہوں نے مجہے شناخت نہیں کیا اور جس نے مجہے تسلیم کیا اور پہر اعتراض رکہتا ہے وہ اور بھی بدقسمت ہے کہ دیکہہ کر اندہا ہوا۔

اصل بات یہ ہے کہ معاصرت بھی رتبہ کو گہٹا دیتی ہے اس لئے حضرت مسیح کہتے ہیں کہ نبی بے عزت نہیں ہوتا مگر اپنے وطن میں۔ اس سے معلوم ہو سکتا ہے کہ اُنکو اہل وطن سے کیا کیا تکلیفیں اور صدمے اُٹہانے پڑے تہے اور یہہ انبیاء علیہ السلام کے ساتہہ ایک سنت چلی آتی ہے ہم اس سے الگ کیونکر ہو سکتے ہیں اس لئے ہم کو جو کچہہ اپنے مخالفوں سے سننا پڑا یہ اسی سنت کے موافق ہے ما یاتیہم من رسول الا کانوا بہ یستہزؤن افسوس اگر یہ لوگ صاف نیت سے میرے پاس آتے تو میں انکو وہ دکہاتا جو خدا نے مجہہ دیا ہے اور وہ خدا خود انپر اپنا فضل کرتا۔ اور انہیں سمجہا دیتا مگر اُنہوں نے بخل اور حسد سے کام لیا۔ اب میں ان کو کسطرح سمجہاؤں۔

جب انسان سچے دل سے حق طلبی کے لئے آتا ہے تو سب فیصلہ ہو جاتے ہیں لیکن جب بدگوئی اور شرارت مقصود ہو تو کچہہ بھی نہیں ہو سکتا۔ میں

کبتک ان کے فیصلے کرتا رہوں گا

حجج الکرامہ میں ابن عربی کے حوالہ سے لکھتا ہے کہ مسیح موعود جب آئیگا تو اُسے مفتری اور جاہل ٹھیرایا جائیگا اور یہانتک بھی کہاجاویگا کہ وہ دین کو تغیر کرتا ہے۔ اسوقت ایسا ہی ہورہا ہے اس قسم کے الزام مجھے دئے جاتے ہیں۔ ان شبہات سے انسان تب نجات پاسکتا ہے جب وہ اپنے اجتہاد کی کتاب ڈھانپ لے۔ اور اسکی بجائے وہ یہ فکر کرے کہ کیا یہ سچا ہے یا نہیں بعض امور بے شک سمجھ سے بالاتر ہوتے ہیں لیکن جو لوگ پیغمبروں پر ایمان لاتے ہیں وہ حسن ظن اور صبر اور استقلال سے ایک وقت کا انتظار کرتے ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ اُنپر اصل حقیقت کو کھول دیتا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت صحابہ سوال نہ کرتے تھے بلکہ منتظر رہتے تھے کہ کوئی آکر سوال کرے تو فائدہ اُٹھاتے تھے ورنہ خود خاموش سر تسلیم خم کئے ہوئے بیٹھے رہتے تھے اور جرأت سوال کرنے کی نہ کرتے تھے میرے نزدیک اصل اور سالم طریق یہی ہے کہ ادب کرے جو شخص ادب الٰہی کو نہیں سمجھتا اور اُسکو اختیار نہیں کرتا اندیشہ ہوتا ہے کہ وہ ہلاک نہ کیا جائے۔

وہ لوگ بڑی غلطی پر ہیں جو ایک ہی دن میں حق الیقین کے درجے پر پہونچنا چاہتے ہیں۔ یاد رکھو کہ ایک ظن ہوتا ہے اور ایک یقین ظن صرف خیالی بات ہوتی ہے اسکی صحت اور سچائی پر کوئی حکم نہیں ہوتا۔ بلکہ اس میں احتمال کذب کا ہوتا ہے لیکن یقین میں ایک سچائی کی روشنی ہوتی ہے پھر یہ ہے کہ یقین کے بھی مدارج ہیں۔ ایک علم الیقین ہوتا ہے پھر عین الیقین اور تیسرا حق الیقین جیسے دور سے کوئی آدمی دھواں دیکھتا ہے تو وہ آگ کا یقین کرتا ہے اور یہ علم الیقین ہے اور جب جاکر دیکھتا کو جب ہاتھ ڈال کر دیکھتا ہے کہ وہ جلاتی ہے تو وہ حق الیقین ہے۔

بہت سے لوگ ایسے ہیں جنکی ابھی ظن سے مخلصی نہیں ہوئی۔ جبکہ سُنت اللہ اسی طرح ہے کہ جو مامور خدا کی طرف سے آتے ہیں انکے ساتھ ابتلا ضرور ہوتے ہیں پھر میں کیونکر ابتلا کے بغیر آسکتا تھا اگر ابتلا نہ ہوتے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بنی اسرائیل میں سے آجاتے۔ تاکہ انکو یہ کہنے کا موقع نہ ملتا کہ آنیوالے کے لئے لکھا ہے کہ وہ تیرے بھائیوں میں سے ہوگا۔ اور اسیطرح حضرت مسیح کیوقت ایلیا ہی آجاتا تاکہ انکو ٹھوکر نہ لگتی۔

ایک یہودی فاضل نے اسپر بڑی کتاب لکھی ہے وہ کہتا ہے کہ ہمارے لئے یہی کافی ہے کہ ایلیا نہیں آیا۔ اور اگر خدا بھی ہم سے پوچھیگا تو ہم ملاکی نبی کی کتاب پیش کردیں گے۔

اسقدر معجزات جو حضرت مسیح سے صادر ہوئے بیان کئے جاتے ہیں کہ وہ مُردوں کو زندہ کرتے تھے ایلیا کو ہی زندہ کرکے لے آتے۔ ایمانًا بتلاؤ کہ کیا ایلیا کا ابتلا بڑا تھا یا نمازوں کو جمع کرنے کا ابتلا۔ جس ابتلا نے حضرت مسیح کو صلیب پر چڑھا دیا۔ اب اسقدر لوگ جو گمراہ ہوئے اور مسیح اور اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے منکر رہے تو اسکا باعث وہی **ایلیا** کا ابتلا ہی ہے یا کچھ اور غرض ابتلا کا آنا ضروری ہے مگر سچا مومن کبھی انسے ضائع نہیں کیا جاتا۔

اس قسم کے لوگوں نے کسی زمانہ میں بھی فایدہ نہیں اُٹھایا کیا حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں انہوں نے فائدہ اُٹھایا یا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں۔ میں نے عام طور پر شائع کیا کہ استجابت دعا کا مجھے نشان دیا گیا ہے جو چاہے میرے مقابلہ پر آئے میں نے کہا کہ جو مجھے حق پر نہیں سمجھتا وہ میرے ساتھ مباہلہ کرلے میں نے یہ بھی شائع کیا کہ قرآن کریم کے حقائق و معارف کا ایک نشان مجھے عطا ہوا اس میں مقابلہ کرکے دیکھ لو۔ مگر ایک بھی ایسا نہ ہوا جو میرے سامنے آتا اور میری دعوت کو قبول کرلیتا۔ پھر خدا نے مجھے بشارت دی کہ ینصرك الله فی مواطن۔ اور اسکا ثبوت دیا کہ ہر میدان میں مجھے کامیاب کیا۔ پس اگر ان نشانات سے کوئی فائدہ نہیں اٹھاتا اور اسکی تسلی نہیں ہوتی پھر وہ کسی اور کے پاس جاوے یا کسی عیسائی کے پاس جاوے اور تسلی کرلے اگر کرسکتا ہے لیکن سچائی کو چھوڑ کر تسلی کہاں۔

فماذا بعد الحق الا الضلال

ایسے لوگ لا من الاحیاء و لا من الاموات کے مصداق ہوتے ہیں۔

غرض نمازوں کے جمع کرنے میں یہ راز اور سر تھا۔ اور **انما الاعمال بالنیات** اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ آیا یہ سستی اور کسل کی وجہ سے تھا یا ایک معقول اور مبارک طریق پر۔

یاد رکھو کہ اسقدر نشانات دیکھ کر بھی جسے کوئی شک و شبہ گذر سکتا ہے تو اُسے ڈرنا چاہیئے کہ شیطان عدو مبین ساتھ ہے۔ میں جس راہ کی طرف بلاتا ہوں یہی وہ راہ ہے جس پر چل کر غوثیت اور قطبیت ملتی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے بڑے بڑے انعام ہوتے ہیں جو لوگ مجھے قبول کرتے ہیں انکی دین و دنیا بھی اچھی ہوگی کیونکہ اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرما چکا ہے **وجاعل الذین اتبعوك فوق الذین کفروا الی یوم القیامۃ**

درحقیقت وہ زمانہ آتا ہے کہ انکو امیت سے نکال کر خود قوت بیان عطا کریگا اور وہ منکرین پر غالب ہونگے۔ لیکن جو شخص دلائل اور نشانات کو دیکھتا ہے اور پھر دیانت امانت اور انصاف کو ہاتھ سے چھوڑتا ہے اُسے یاد رکھنا چاہیے کہ

ومن اظلم ممن افتریٰ علی اللّٰہ کذبا او کذب بآیاته

تم بہت سے نشانات دیکھ چکے ہو اور صرف تمہی کے طور پر اگر ایک نقشہ طیار کیا جاوے تو کوئی حرف باقی نہ رہیگا کہ اس میں کئی کئی نشان نہ آئیں تریاق القلوب میں بہت سے نشان جمع کئے گئے ہیں اور تم نے اپنی آنکھوں سے پورے ہوتے دیکھے۔

اب وقت ہے کہ تمہارے ایمان مضبوط ہوں اور کوئی زلزلہ اور آندھی تمہیں ہلا نہ سکے۔ بعض تم میں ایسے بھی صادق ہیں کہ انہوں نے کسی نشان کی اپنے لئے ضرورت نہیں سمجھی گو خدا نے اپنے فضل سے انکو سینکڑوں نشان دکھا دیئے لیکن اگر ایک بھی نشان نہ ہوتا تب بھی وہ مجھے صادق یقین کرتے اور میرے ساتھ تھے چنانچہ مولوی نورالدین صاحب کسی نشان کے طالب نہیں ہوئے۔ انہوں نے سنتے ہی **آمنّا** کہدیا اور فاروقی ہوکر **صدیقی** عمل کرلیا۔ لکھا ہے کہ حضرت ابوبکر شام کی طرف گئے ہوئے تھے واپس آتے تھے تو راستہ ہی میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دعوے نبوت کی خبر پہونچی وہیں انہوں نے تسلیم کرلیا۔

(حضرت اقدس نے اسقدر تقریر فرمائی تھی کہ مولانا مولوی نورالدین صاحب حکیم الامۃ ایک جوش اور صدق کے نشہ سے سرشار ہوکر اُٹھے اور کہا کہ میں اس وقت حاضر ہوا ہوں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور رضیت بالله ربا و بمحمد نبیا کہہ کر اقرار کیا تھا۔ اب میں اسوقت صادق امام مسیح موعود اور مہدی معہود کے حضور یہی اقرار کرتا ہوں کہ مجھے کبھی ذرا بھی شک اور وہم حضور کے متعلق نہیں گذرا۔ اور یہ خدا تعالیٰ کا فضل ہے ہم جانتے ہیں کہ بہت سے بھید ایسے ہیں جنکا ہمیں علم نہیں اور میں نے ہمیشہ اسکو ادب نبوۃ کے خلاف سمجھا ہے

رمضان المبارک کا پہلا خطبہ

(جو ۵ دسمبر ۱۹۰۲ء کو مولانا مولوی عبد الکریم صاحب نے پڑھا)

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِن قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ

ایمان والو تم پر روزہ لکھا گیا ہے جیسا کہ تم سے پہلے لوگوں پر لکھا گیا تھا غرض اس سے یہ ہے کہ تم سکھ پاؤ۔ ہر ایک انسان فطرتًا اپنا بچاؤ دُکھوں سے چاہتا ہے اور سکھ اور راحت پانے کا آرزومند ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ روزہ اسی غرض کے لئے فرض کیا گیا ہے کہ تا تم سکھ پاؤ۔ حقیقت میں روزے اللہ تعالیٰ کا بڑا فضل ہیں۔ یہ انسان کو دُکھوں سے بچاتے اور انعامات الٰہیہ کا مستحق بنا دیتے ہیں۔

جیسے اس جگہ یہ فرماتا ہے کہ لعلکم تتقون اسی طرح قرآن شریف کے پہلے ہی پارہ میں جہاں انسان کو عبادت کا حکم دیا ہے یہ کہہ کر کہ یاایھا الناس اعبدوا ربکم الذی خلقکم والذین من قبلکم لعلکم تتقون۔ وہاں عبادت کو سکھوں کا باعث بتایا ہے اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ روزہ ایک عبادت ہے۔ قرآن شریف کی اصل غرض اور منشا یہی ہے کہ وہ انسانوں کو تقویٰ کی تعلیم دے اور وہ تقویٰ میں ترقی کریں اس لئے سارا قرآن شریف مختلف رنگوں اور صورتوں میں اسی تعلیم سے بھرا ہوا ہے۔

قرآن شریف نے اپنے اس منشا کو پورا کرنے کے لئے مختلف ذریعے استعمال کئے ہیں کہیں صفات الٰہی کا تذکرہ کیا ہے تاکہ مومن صفات الٰہی پر ایمان لائیں اور انسے ان میں حیا پیدا ہو اور بہت سے طریق قرآن شریف نے مدنظر رکھے ہیں روزہ بھی انہیں سے ایک ہے اور یہ سب سے بڑھ کر ہے۔ دیکھو ایک آدمی کو سخت بھوک لگی ہوئی ہو اور وہ قریبًا تڑپتا ہو پیاس شدید ہو ہونٹ خشک ہو رہے ہوں اور جان نکلتی ہو ٹھنڈا پانی اور خوش ذائقہ کھانا طیار موجود ہو اور ہر قسم کی خواہش کے سامان موجود ہوں مگر وہ ان سب سے بچتا ہے اور جانتا ہے کہ میرے مولا کا یہ حکم ہے کہ روزہ میں کھانا پینا اور مباشرت کرنا حرام ہے اور ان امور سے بچنا ایک ایسی موٹی بات ہے کہ ہر شخص جانتا ہے۔ ایک عامی آدمی بھی جو خداشناسی کی باریکیوں سے کوئی آگاہی اور معرفت نہیں رکھتا اگرچہ وہ کیسا ہی تنہائی میں ہو اور کوئی اُسے نہ دیکھتا ہو مثلاً غسل خانہ میں ہو اور ٹونٹی سے پانی کی خوشنما دھار پڑ رہی ہو وہ کبھی جرأت نہ کریگا کہ ایک گھونٹ پانی کا پی لے اس قسم کی دلیری پیدا نہیں ہوتی۔

غور کرو کہ کسقدر پابندی ہے مگر یہ ڈھانچہ ہے مغز اور حقیقت اور ہے اللہ تعالیٰ نے یہ مشق سکھائی ہے جیسے باوجود بھوک کے کھانا نہیں کھاتا پیاس میں پانی نہیں پیتا حالانکہ سب کچھ موجود ہے۔ مگر اللہ کے حکم کے مقابلہ میں جائز اشیا سے کوئی فائدہ نہیں اُٹھاتا۔ پھر دوسری حرام کردہ چیزوں پہ کیوں دلیری کریگا۔ روزہ کی اصل غرض یہی سبق دینا ہے کہ انسان منہیات اور خدا کی حرام کردہ چیزوں سے بچے۔ جیسے روزہ میں کھانا پینا وغیرہ حرام ہے کیا اسی طرح اسنے حرام نہیں کیا چوری کرنا زنا کرنا اور فسق وفجور کی باتیں سُننا بے حیائی کے لئے آنکھ ایسے کھلے چھوڑ دینا جیسے بھیڑ بکری دوسرے کے کھیت پر جا پڑتی ہے؟ ہے اور ضرور ہے۔

پھر اس موٹے حکم میں جو دیباچہ اور مقدمہ ہے ان امور کی جب ایسی پابندی کی جاتی ہے اور ایک جاہل سے جاہل بھی جرأت اور دلیری نہیں کرتا کہ اس حدبندی کو توڑے تو پھر کسقدر افسوس اور شرم کی بات ہے کہ محرمات پر انسان دلیر ہو۔

یاد رکھو اگر کوئی شخص حقیقت کی طرف نہیں گیا تو اُس نے روزہ نہیں رکھا وہ صرف بھوکا پیاسا رہا۔ سنو! اللہ کریم و رحیم ہے اُسکو ہماری بھوک پیاس سے مزا نہیں آتا وہ خود روزہ کا نتیجہ بتاتا ہے لعلکم تتقون۔ تاکہ تم سکھ پاؤ۔ پس تم اس نمونہ سے اصل حقیقت کی طرف چلے جانیکی کوشش کرو۔

مَیں سچ کہتا ہوں کہ گناہ ایک خطرناک زہر ہے جس سے جسم اور روح دونو ہلاک ہوتے ہیں اور مجذوم سے بھی بڑھ کر جسم اور روح کو سڑا دیتا ہے اس گناہ کی زہر کا تریاق یہی ہے کہ خدا تعالیٰ کا خوف اور اُسکی صفات پر ایمان اور حیا پیدا ہو۔ اُسکی حدبندیوں کو توڑنے کی جرأت نہ کی جاوے اور یہ باتیں روزہ سے پیدا ہوتی ہیں ہم دیکھتے ہیں کہ خدا سے قریب کرنیوالی یہی چیز ہے مگر بات یہی ہے کہ اس ظاہر سے اصل حقیقت کی طرف بڑھے اور قدم اُٹھاوے۔

اس روزہ کے لئے بڑی شرطیں ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جو بڑے فیاض اور کریم تھے روزہ میں خصوصیت کے ساتھ بڑی فیاضی کرتے تھے۔ اس لئے جو طاقت رکھتا ہے اسے چاہیے کہ وہ مساکین کے ساتھ خاص سلوک کرے۔

پس اپنے روزے کو بے کار نہ کرو جیسے حلال اور طیب چیزوں کو خدا کے ارشاد اور حکم کی تعمیل کے لئے ایک خاص وقت تک چھوڑ دیتے ہو اور گویا حرام کر لیتے ہو اسیطرح اسکی حرام کردہ چیزوں سے بہت بڑھکر بچو اور اپنے جسم اور روح کو اس ہلاکت اور عذاب سے بچاؤ۔ جو محرمات کے قریب جانے سے آتا ہے چاہیئے کہ تمہارا وقت استغفار اور تسبیح اور حمد الٰہی میں گذرے تم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھو اور سوراخوں کو شیطان کے داخل ہونے سے بچاؤ۔ جیسے چور کوئی نہ کوئی سوراخ دیکھ کر اندر گھس جاتا ہے شیطان بھی متاع دین و ایمان چرانے کے لئے انسان کے سوراخوں سے داخل ہوتا ہے بڑا سوراخ آنکھ ہے یہ آنکھ اگر بے حیائی سے بچے تو یقینًا سمجھو کہ شیطان کو دوسرے سوراخوں سے کم داخل ہونیکا موقع ملتا ہے اسکا پہلا موقع یہی ہے۔ پھر کان ہیں زبان ہے غرض جس قدر سوراخ ہیں انکو بچاؤ اور بند کرو اسی طرح جسطرح اپنے صندوقوں کو قفل لگا کر بند کرتے ہو۔ اور چور سے بچاتے ہو۔

بیہودہ فسق و فجور کی باتوں کو چھوڑ دو۔ اور نامحرم عورتوں کی باتیں مت سُنو۔ تمہاری زبانوں پر سبحان اللہ وبحمدہٖ اور سبحان اللہ العظیم ہو۔ تم درود شریف اور استغفار پڑھو تا زبان محفوظ رہے۔

غرض ان ایام رمضان میں خصوصیت سے کوشش کرو کہ تا تم بدیوں اور دکھوں سے بچائے جاؤ اور تمہاری گناہ کی زندگی پر موت وارد ہو جاوے۔ یہ بڑا ہی غنیمت وقت ہے خدا کا شکر کرو جسنے روزہ رکھنے کی توفیق دی ہے۔

رمضان میں شیطان زنجیروں سے جکڑا جاتا ہے مگر مومنوں کے لئے اس لئے تم مومن بنو اور اب شیطان کی زد سے نکل جاؤ۔ اس نعمت کی قدر کرو۔ اور دعائیں کرو کہ یہ نعمت ہاتھ سے نہ جاوے۔ کیونکہ یہ گناہوں کے بخشے جانے اور گناہوں کے نہ پیدا ہونیکا ایک ذریعہ ہے اللہ تعالیٰ ہم سبکو اسکی توفیق دے اور اسکے نیک نتائج سے بہرہ ور کرے۔

مختصر نوٹ اور نکات

جسطرح پستان میں آکر خون دودھ بنجاتا ہے اسی طرح توریت اور انجیل کے احکام قرآن شریف میں آکر حکمت بن گئے۔ اگر قرآن شریف نہ آیا ہوتا تو توریت اور انجیل اس اندہے تیر کی طرح ہوتیں کہ کبھی ایک دو مرتبہ نشانہ پر لگ گیا اور سو مرتبہ خالی گیا شریعت قصوں کے طور پر توریت سے آئی اور مثالوں کے طور پر انجیل سے ظاہر ہوئی اور **حکمت کے پیرایہ میں قرآن شریف سے حق اور حقیقت کے طالبوں کو ملی۔**

نبیوں کی سیرۃ پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے ابطال باطل اور اعلائے کلمۃ الحق کے لئے دو قسم کی قوتوں سے کام لیا ہے ایک حکیمانہ دلائل اور بینات کے قایم کرنے سے دوسرے اقبال علی اللہ اور عقد ہمت سے اس بطلان کے استیصال کے لئے دعاؤں میں مصروف ہوجانے سے۔ یہ سلسلہ منہاج نبوت میں پایا جاتا ہے اور اسکی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی صفات کا تقاضا یہی ہے کہ وہ جیسے اسباب ظاہری سے نتائج پیدا کرتا ہے اسی طرح نہاں در نہاں اسباب سے بہی مختلف نتائج اور مسببات کو ظاہر کرتا ہے اس لئے نبیوں کا گروہ جیسے دلایل و بینات سے کام لیتا ہے اسی طرح دعا اور عقد ہمت سے اندرونی مخالفتوں کا مقابلہ کرتا ہے۔ ان دو ذریعوں کو لیکر انصاف پسند اگر حضرت اقدس مسیح موعود کے حالات کو معاینہ کرے تو کچھ شک نہیں کہ اسپر صدق ظاہر ہوجاوے کہ کس طرح حضرت مسیح موعود نے دلایل و بینات سے بطلان کو پاش پاش کیا اور پھر کیسے خدا نے تیری نشانوں سے اسکے جلال و جبروت کا ثبوت دیا۔ کیسے کوئی ہو جو اس اصل میں غور کرے۔

انسانی فطرت کچھ ایسی واقع ہوئی ہے کہ طرح طرح کے اشتغال و انہماکات میں پڑکر وہ خدا کی طرف سے غافل اور کاہل ہو جاتا ہے اور آہستہ آہستہ اس کے دل پر کچھ ایسا زنگ غفلت بیٹھ جاتا ہے کہ وہ دل از خود بیدار نہیں ہوسکتا۔ اور کچھ ایسا سستی کا بوجھ پڑتا ہے جو اُسے اُٹھنے نہیں دیتا اس لئے ضروری ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی طرف سے کوئی محرک اُسے تنبیہ کرنے اور خواب غفلت سے بیدار کرنے کو بہیجے چنانچہ یہی فطرت انسانی وقتاً فوقتاً ماموریں اور مجددین کے آنیکی ضرورت ثابت کرتا ہے۔ اور اسی فطرت کی طرف قرآن شریف نے ایک جگہ اشارہ بہی کیا ہے **فطال علیہم الامد فقست قلوبہم** یعنی انپر زمانہ دراز ہو گیا جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ اُنکے دل سخت ہوگئے۔ اس اصل کو جو فطرتی ہے کوئی توڑ نہیں سکتا پھر کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تیرہ سو سال بعد بہی کوئی عظیم الشان مصلح اور مامور نہیں آنا چاہیئے تہا جو آکر خفتہ دلوں کو بیدار کرے غور کرو!!!

تعجب اور حیرت ہی ہوتی ہے ایک طرف انسانی فطرت کو دیکھتے ہیں کہ وہ ہمیشہ چشم دید ماجرا اور ذاتی بصیرت کو چاہتا ہے اور دوسری طرف یہ عملی عقیدہ اپنے مخالفوں کا دیکھتے ہیں کہ اب الہامات اور مکالمات کا گویا سلسلہ ہی بند ہے؟

مذہب اسی زمانہ تک علم کے رنگ میں رہ سکتا ہے جب تک خدا تعالیٰ کی صفات ہمیشہ تازہ بتازہ تجلی فرماتی رہیں ورنہ کہانیوں کی صورت میں ہوکر وہ جلد مرجاتا ہے کیا ایسی ناکامی کو کوئی انسانی کانشنس قبول کر سکتا ہے جبکہ ہم اپنے اندر اس بات کا احساس پاتے ہیں کہ ہم اس معرفت تامہ کے محتاج ہیں جو کسی طرح بغیر مکالمۃ الٰہیہ اور بڑے بڑے نشانوں کے پوری نہیں ہوسکتی تو کسطرح خدا تعالیٰ کی رحمت ہم پر الہامات کا دروازہ بند کردے؟ ہرگز ایسا نہیں ہوسکتا اُس نے کوئی دروازہ الہام کا بند نہیں کیا بلکہ انسان کی اس فطرتی ضرورت کو پورا کرنے کے لئے اسوقت بہی ایک مامور مرسل کو بہیجا جس نے اگرچہ گم شدہ صداقت دنیا کو پہر دی اور دیرینہ تائیدی نشانات سے دکہا دیا کہ جسطرح خدا اگلے زمانہ کا کلام کرتا ہے اور اسکی سنتا ہے۔ مبارک ہے وہ انسان جو اس کے پاس آتا اور اپنی فطرتی تقاضا کو پورا کرتا ہے اور اپنی روح کی سیری کا سامان بہم پہنچاتا ہے۔

اسی طرح انسان جیسے تمدنی نظام میں ایک بادشاہ یا سرگروہ کی ماتحتی میں رہتا ہے روحانی تمدن میں بھی اسے ایک ہی امام کے ماتحت ہوکر چلنا پڑتا ہے اور اگر وہ ایک امام کے ماتحت نہو تو بے شک وہ خائب و خاسر ہوگا۔

قرآن ان تمام کمالات کا جامع ہے جنکی انسان کو تکمیل نفس کے لئے حاجت ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں وہ تمام کمالات عملی رنگ میں موجود ہیں جو کل اخلاق فاضلہ کا مجموعہ ہیں۔ اور جنکی کسی نہ کسی حصہ زندگی میں انسان کو ضرورت پڑتی ہے۔

صفات الٰہی کے مسئلہ کو جس وضاحت اور صفائی سے اسلام نے سمجھایا ہے اور کوئی کتاب اور مذہب نہیں سکہا سکا۔ عیسائیوں نے اپنی نادانی اور جہالت سے کفارہ کی کل ٹھیک بٹھانے کے لئے جہاں اور بہت سی غلطیاں کہائی ہیں ایک یہ بہی عظیم الشان غلطی کہائی ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ رحم اور عدل دو نو خدا تعالیٰ کی ذات میں ایک جگہ جمع نہیں ہوسکتے کیونکہ عدل کا تقاضا سزا ہے اور رحم کا تقاضا درگذر۔ مگر وہ نادان اتنا نہیں سوچتے کہ خدا تعالیٰ کا عدل درحقیقت رحم ہی ہے کیونکہ وہ عدل بہی انسانوں ہی کے فائدہ کے لئے ہے۔ ظالم خطاکار کو جو سزا دیجاتی ہے تو اس سے اسکے دوسرے ہم جنسوں پر رحم ہوتا ہے کہ وہ ایک دوسرے پر ظلم و جفا کاری نکریں۔ پس عدل بہی ایک قسم کا رحم ہی ہے لیکن یہ عیسائیوں کا اپنا قصور نہیں بلکہ انکی نامکمل اور ناقص تعلیم کا قصور ہے جو صفات الٰہی کے مسئلہ کو سمجھ نہیں سکی۔

انبیاء علیہم السلام کی زندگی عام انسانوں سے نرالی ہوتی ہے اور انکا ہر ایک ارادہ اور ہر فعل ایسے ایسے عجائبات کا مظہر ہوتا ہے کہ ان تمام کو آیت یا معجزہ کہہ سکتے ہیں کاش! کہ انسان ان برگزیدوں کے حالات پر نظر کرے اور غور سے دیکھے اور تمام شوخیوں اور بکواسوں کو چھوڑ کر اصلاح کی نیت سے انکا مطالعہ کرے اسوقت ان برگزیدوں کے حالات قابل اعتبار محفوظ کتاب قرآن مجید میں موجود ہیں اور انکا زندہ نمونہ حضرت مسیح موعود میں نظر آتا ہے جو جری اللہ فی حلل الانبیاء کا مصداق ہوکر آیا ہے۔

غفلت سے انسان کا دل ڈگمگاتا رہتا ہے اور آخر دینی دنیوی خرابی کا باعث ہوجاتا ہے انجیل نے یہ کہہ کر کل کی فکر آج مت کرو انسانی قویٰ کا خون کردیا ہے اور انسان کی فطرت پر ظلم کرنا چاہا ہے انسان فطرتاً کل کا فکر آج کرنا چاہتا ہے اور یہ مادہ اسمیں اسلئے ودیعت رکہا گیا ہے کہ تا وہ آخرت کی فکر کرے۔ مگر انجیل اس سے ہٹاتی اور روکتی ہے برخلاف اسکے قرآن کریم نے کسی صحیح تعلیم دی **ولتنظر نفس ما قدمت لغد**۔ البتہ قرآن نے یہ تو کہا کہ یہ مت کہو کہ میں کل یہ کام کرونگا۔ مگر اس سے یہ نہیں [illegible] کہ کل کی [illegible] انجیل اور قرآن [illegible] فرق [illegible]

سُورۃ جمعہ پر حکیم الامت کا وعظ

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

امرتسر میں پندرہ روز تک مباحثہ ہوا۔ اگر حکیم کریم ہوتا تو ایک ہی منٹ میں ختم کر دیتا۔ ایک ہی اصل اس نے پیش کی تھی جسکا جواب عیسائی اور دوسری قومیں ہرگز نہیں دے سکتیں اور قیامت تک نہ دے سکیں گی۔ پھر وہ اصل ایسی اصل نہیں ہے کہ اسے یونہی رد کر دیا جاوے بلکہ ہر سلیم الفطرت و دانشمند انسان کو ماننا پڑیگا کہ یہ ہی اصل ہے اور وہ اصل یہ ہے کہ ہر مذہب کی الہامی کتاب کا یہ خاصہ ہونا چاہیئے کہ جو دعویٰ وہ کرے اسکی دلیل بھی آپ ہی دیوے [illegible]

میں تو امید [illegible] سمجھتا ہوں [illegible] کسر صلیب میں کامیاب ہو گیا [illegible] قرآن شریف کی وہ عزت اور عظمت ظاہر ہوئی کہ میرا ایمان ہے تیرہ سو برس میں [illegible] کسی نے نہیں کی۔ اس نے کل مباحثہ میں [illegible] اس طرز اور اصل کو نہیں چھوڑا۔ جو دعویٰ بیان کیا قرآن شریف سے اور جو دلیل بیان کی وہ بھی کتاب اللہ سے دیا۔

اور پندرہ دن تک برابر اسی کا التزام کیا۔ اب بتاؤ کہ یہ طرز بیان مزکی کے سوا اختیار ہو سکتا ہے۔ میں نے بہت سی کتابیں پڑھی ہیں اور میں یقیناً کہتا ہوں کہ جسقدر تم اسوقت موجود ہو تم سب سے زیادہ میں کتابیں پڑھ چکا ہوں۔ اور کتاب میری ہر وقت کی رفیق ہے لیکن میں سچ کہتا ہوں کہ اس طرز پر مباحثہ کی بنیاد کوئی نہیں ڈال سکا۔ اور ایسی طرز کہ مخالف پہلا ہی قدم نہیں اٹھا سکتا۔ جو چاہے آزما کر دیکھ لے میں نے تو آج بھی اس اصل سے فائدہ اٹھایا۔ ایک شخص نے اعتراض کیا میں نے اُسے یہی کہا کہ اس اصل کو مدنظر رکھو۔

مجھ پر اعتراض کیا گیا کہ روزہ کیوں رکھا جاتا ہے؟ اور پھر رمضان ہی میں کیوں رکھا جاتا ہے؟ میں نے اسکو اوّلاً یہی جواب دیا کہ تم بتاؤ تمہاری کس کتاب نے منع کیا ہے کہ روزہ نہ رکھو اور پھر اس منع کے دلایل کیا دئے ہیں میں تو بتاؤں گا کہ روزہ کیوں رکھنا چاہیئے اور رمضان میں کیوں فرض کیا گیا اُسے کچھ جواب بن نہ پڑا۔ میں نے اس مضبوط اور محکم اصل کو لیکر کہا کہ دیکھو ہماری کتاب قرآن شریف روزہ کا حکم دیتی ہے تو اسکی وجہ بھی بتاتی ہے کہ کیوں روزہ رکھنا چاہیئے لعلکم تتقون روزہ رکھنے کا نتیجہ یہ ہوگا کہ تم دکھوں سے بچ جاؤ گے اور سکھ پاؤ گے۔ رمضان ہی میں کیوں رکھے ہیں؟ اسکی وجہ بتائی شھر رمضان الذی انزل فیہ القرآن چونکہ اس میں قرآن نازل ہوا یہ برکات الٰہیہ کے نزول کا موجب ہے۔ اس لئے وہ اصل غرض جو لعلکم تتقون میں ہے حاصل ہوتی ہے اسیطرح جس امر کو لو۔ یا جس نہی کو لو۔ قرآن نے اسکے اسباب اور نتائج کو واضح طور پر بیان کیا ہے اور نہ صرف بیان کیا ہے بلکہ اُنکے نتائج سے بہرہ مند ہونے والے دنیا کو دکھا دیئے ہیں۔ آخرت کے وعدے تو آخرت میں پورے ہوں گے اور ضرور ہوں گے مگر اس دنیا میں انسے حصہ دیا اور ایسا حصہ دیا کہ ازیعہ تناسب کے قاعدہ کے موافق وہ آخرت پر پکو دلائل لاینحل کے ٹہیرے۔ جن کو دیکھ کر اب کوئی آخرت کا انکار نہیں کر سکتا۔ صحابہ ہی تک وہ فیض اور فضل محدود اور مخصوص نہ تھا اب بھی اگر کوئی قرآن شریف پر عمل کرنیوالا ہو خلوص سے اللہ تعالیٰ کی طرف آوے وہ ان انعامات اور فضلوں سے حصہ لیتا ہے اور ضرور لیتا ہے اسوقت بھی لیتا ہے دیکھو ہمارا امام ان وعدوں اور فضلوں کا کیسا سچا نمونہ اور گواہ موجود ہے۔

غرض سب کچھ قرآن میں ہے مگر مزکی کے بغیر معلّم کے بغیر وہ تزکیہ اور تعلیم نہیں ہوتی۔ مزکی اپنی کشش اور اثر سے تزکیہ کرتا ہے اور ان انعامات کا مورد بنانے میں اپنی دُعا۔ عقد ہمت۔ توجہ تام سے کام لیتا ہے جو دوسرے میں نہیں ہوتی ہے۔ ایک بھائی نے مجھ سے پوچھا کہ وفات مسیح پر اسقدر زور کیوں دیا جاتا ہے ثابت ہو گیا کہ وہ مر گیا اب اسکی کیا ضرورت ہے کہ بار بار اسی کا تذکرہ کیا جاوے؟ میں نے اسکو کہا کہ یہی وہ سِر ہے جس سے یہ مسیح موعود بنایا گیا اور جو کسر صلیب کا تمغہ لیتا ہے تم اور میں اور یا اور اس قابل نہیں ہوئے یہ ثبوت ہے اس کے خدا کی طرف سے ہونے اور اس کے کامیاب ہو جانے کا۔ میں سچ کہتا ہوں اور ایمان سے کہتا ہوں کہ میری آنکھ نے وہ دیکھا جو بہت تھوڑوں نے ابھی دیکھا ہوگا۔ میں دیکھ چکا ہوں کہ کسر صلیب ہو چکی میں نے اسی روز اسکا مشاہدہ کر لیا تھا جب اسنے امرتسر کے مباحثہ میں وہ اصل پیش کی جسکا ابھی میں نے ذکر کیا ہے اس سے بھی بہت عرصہ پہلے مجھے اسکی خوشبو آ رہی تھی۔ اندر باہر۔ جہاں کہیں ہو۔ کوئی بھی مضمون ہو جس پر یہ بول رہا ہو میں دعویٰ سے کہتا ہوں کہ خواہ وہ وفات مسیح سے کتنا ہی غیر متعلق ہو مگر وفات مسیح کا ذکر ضرور ہی کریگا۔ یہ عزم۔ یہ استقلال اور عقد ہمت مامور کے سوا کسی دوسرے کو نہیں ملتی ہے اور یاد رکھو نہیں ملتی ہے۔ تم مامور من اللہ کو اسکے عقد ہمت اور توجہ تام سے بھی شناخت کر سکتے ہو بے شک خدا تعالیٰ مضطر کی دعا سنتا ہے جب انسان مضطر ہو تو کیوں نہ سنے میں دیکھتا ہوں کہ اپنی بیماری۔ یا دوسرے بیماروں کو دیکھتا ہوں تو میں مضطر ہوتا ہوں اور میرا مولیٰ میری دعا سنتا ہے لیکن میں دیکھتا ہوں کہ وہ صورت جاتی رہتی ہے تو پھر وہ حالت پیدا نہیں ہوتی اسوقت میں اپنے نفس کو کہتا ہوں کہ تو مزکی نہیں ہو سکتا اسوقت مزکی وہی ہو سکتا ہے جو ہر حالت میں مسیح کی وفات کو لے آتا ہے۔ ایک شخص نے عرض کی کہ میں قرآن پڑھایا کرتا ہوں مجھے کوئی نصیحت فرمائیے۔ فرمایا قرآن شریف پڑھایا کرتے ہو تو بس یہی کافی ہے کہ انی متوفیک کے معنے انی ممیتک پڑھا دیا کرو۔ اب غور کرو کہ کسقدر عقد ہمت ہے کیسی توجہ ہے ساری نصیحتوں میں اسے یہی ایک ضروری معلوم ہوئی ہے مجھ سے اگر وہ شخص پوچھتا تو شاید سینکڑوں نصیحتیں کرتا اور وہ بظاہر ضروری بھی ہوتیں مگر نہ کرتا تو یہی نکتہ اور یہی سب سے اہم ہے یا کسی اور سے وہ پوچھتا تو وہ اپنی جگہ سوچ لے کہ کیا وہ یہی نصیحت کرتا جو اس مزکی نے کی؟ میں سچائی سے کہتا ہوں کہ ہرگز نہ کرتا۔ یہ اسی کا کام ہے دوسرے کا ہو ہی نہیں سکتا۔ اور یہی تو بتاتا ہے کہ یہ کسر صلیب کے لئے آیا ہے۔

(باقی آئندہ)

ڈائری امام الزمان سلمہ الرحمان

۲۹ نومبر ۱۹۰۲ء

(صبح کی سیر)

سہ سالہ پیشگوئی کے متعلق حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام ذکر فرماتے رہے۔ اور بلکوال میں ٹیکا کی وجہ سے جو نقص پیدا ہوا اسکا بھی ذکر فرمایا۔ فرمایا ہماری جماعت تین سو سے بھی کم تھی اور اب قریباً دو لاکھ تک نوبت پہونچتی ہے۔

فرمایا حق کا رعب ایسا ہوتا ہے کہ مُنہ بند ہوجاتے ہیں۔ آخر دسمبر تک سہ سالہ پیشگوئی کی میعاد ہے ابھی معلوم نہیں کہ اس مہینے میں اور کیا کیا ظاہر ہو۔

تعجب تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ حق کے چمکانے اور بس ہمارے سلسلہ کی تائید میں اسقدر کثرت سے زور دے رہا ہے اور پھر بھی لوگوں کی آنکھیں نہیں کھلتیں یہ بھی عادۃ اللہ ہے کہ مکذبین کی تکذیب خدا کے نشانات کو کھینچتی ہے جب انکی تکذیب ٹھنڈی ہوجاوے گی تو نشانات بھی ٹھنڈے ہوجائیں گے۔ دیکھو برسات میں جس قدر گرمی زیادہ ہوتی ہے اُسی قدر بارش زیادہ ہوتی ہے

خدا تعالیٰ نے منہاج نبوۃ کا نظارہ دوبارہ دکھلا دیا ہے کیا کیا کچھ کیا ہے ہماری تائیدات میں نہ زمین کو چھوڑا اور نہ آسمان کو مگر ان لوگوں نے کسی بات سے فائدہ نہیں اُٹھایا۔ ہمیشہ سے ان لوگوں کا خیال تھا کہ صدی کے سر پر کوئی آیا کرتا ہے۔ اب اس صدی سے بھی بیس سال گذر گئے۔ مگر انکو آج تک سمجھ نہ آئی۔ اب تو قیامت کا سامنا باقی ہے اور تو کوئی کسر باقی نہیں۔

تعجب ہے کہ بار بار دجال کذاب کہتے ہیں اور انکے پاس کوئی دلیل نہیں یہ غور کرتے کہ کیا اس طرح پر خدا تعالیٰ دجال اور کذاب کی تائید کیا کرتا ہے ایک معزز مخالف نے مجھے ایک خط لکھا۔ کہ آپ کی مخالفت میں لوگوں نے کچھ کمی نہیں کی مگر ایک بات کا جواب ہمیں کچھ نظر نہیں آتا۔ کہ باوجود اس قدر مخالفت کے آپ کامیاب ہوتے جاتے ہیں یہ تائید کیوں ہوتی ہے

پس یہ بات عقلمندوں کو فکر میں ڈال رہی ہے دو پہلو غور کے لائق ہیں اول یہ کہ بیس سال ہوئے جبکہ ہمارے پاس ایک شخص بھی نہ تھا اور اسوقت پیشگوئی ہو رہی تھی کہ تیرے ساتھ ایک جماعت کثیر ہوگی دوم مخالفوں کو بار بار کہا جاتا ہے کہ جسقدر شرارتیں اور مکر و فریب تم کرسکتے ہو کرو پھر ہم اسکو بڑھا کر دکھا دینگے جیسے فرمایا اذا جاء نصر اللہ والفتح وانتھی امر الزمان الیس ھذا بالحق یعنی اُسوقت ہم ان لوگوں سے پوچھیں گے کہ کیا یہ ہماری بات اور ہمارا سلسلہ سچا نہ تھا۔

ایمان کی لذت یہی ہے کہ خدائی نصرتوں کو انسان آنکھوں سے دیکھ لے تب آنکھیں کھلتی ہیں جب انسان سمجھ لیتا ہے کہ سچ یہی ہے تو پھر اُس پر مرنے کو طیار ہوجاتا ہے۔

جب تک خدا کی نصرتیں چمک کر ظاہر نہیں ہوتی ہیں اُسوقت تک یہ تذبذب میں رہتا ہے۔ مگر جب انکی چمکار نظر آجاتی ہے تو سینہ کی غلاظتیں دور ہوجاتی ہیں۔

۳۰ نومبر ۱۹۰۲ء

صبح کی سیر

فرمایا اسی میں تو بڑا مزا ہے کہ خدا کا وجود ثابت ہو رہا ہے۔ تقویٰ طہارت ہی سے ایمان بڑھتا اور اسکی آبپاشی ہوتی ہے مگر یہ سب کچھ اسوقت ہوتا ہے جب خدا کی ہستی اور وجود ثابت ہوجاوے۔

یعنے براہین کے آخری اوراق کو دیکھا اسمیں لکھا ہے دنیا میں ایک نذیر آیا اور دنیا نے اس کو قبول نہ کیا پر خدا اسکو قبول کریگا اور زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کردیگا

اسپر مجھے خیال آیا کہ اسوقت دنیا کہاں تھی اسوقت تو ہمارا دعویٰ بھی نہ تھا یہ ایک پیشگوئی تھی جو آج طاعون پر پوری ہوئی اور زور آور حملوں میں سے طاعون ہی مراد ہے معلوم ہوتا ہے کہ کچھ دنیا میں ابھی ایسی روحیں بھی ہیں کہ جب انکی آنکھیں کھلیں گی جب ایک انقلاب نظر آئیگا جیسے کہ ابوسفیان میں فراست کم تھی جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ فتح کیا تو کہا کہ کیا تو اب بھی نہیں سمجھا۔ تجھے پر وادیلا تجھے ابتک پتہ نہیں لگا کہ یہ انسانی ہاتھ کا کام نہیں تو وہ کہتا ہے کہ بے شک تائید خدا ہی تمہارے ساتھ ہے .... پس خدا کی تائیدات ہمارے دلائل میں سے ہوتی ہے۔ اسیطرح آخرکار لوگوں کے دلوں میں یہ خیال آجاویگا کہ یہ ہونا کیا ہے؟ اور ہم کہاں چلے جاتے ہیں۔

مُدت ہوئی کہ مجھے خدا کی وحی سے یہ بتایا گیا یخرون علی الاذقان سجدا ربنا اغفرلنا انا کنا خاطئین۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ایسی قوم ہے جو بعد میں آویگی اور اُسی قوم کیواسطے خوشخبری بھی آئی ہے لا تثریب علیکم الیوم یغفر اللہ لکم وھو ارحم الراحمین خدا تعالیٰ نے ایک الہام میں محمد حسین کا نام فرعون رکھا ہے ہامان نذیر حسین تھا جو نامراد مرگیا مگر فرعون آخر ایمان لایا تھا۔

ابن عربی کہتے ہیں کہ فرعون کا ایمان قرآن سے ثابت ہے اور وہ جہنم میں نہیں جاویگا کہ اسنے حضرت موسیٰ کی پرورش بطور باپ کے کی تھی اور شائد یہی وجہ ہو جس سے اُسکو ایمان نصیب ہوا ہو۔

ہمارے نبی کریم کو دوسروں سے تربیت کا موقع خدا نے نہیں دیا بلکہ خدا نے خود سب کچھ سکھایا ایک نووارد شخص نے عرض کیا کہ میں آپ کا عاشق ہوں مجھے کوئی وظیفہ بتایا جاوے جس سے میری غفلتیں دور ہوں۔

فرمایا نماز میں استغفار بہت کیا کرو اور خدا سے دعا مانگو کہ میری غفلتوں کو دور کر خدا کے ساتھ بے صبری کرنیوالے بدنصیب اور مردود اور بدبخت ہوجاتے ہیں انکی ایسی مثال ہے کہ جیسے کسی شخص نے کنواں کھودنے کے واسطے بیس ہاتھ گڑھا کھودا ابھی ایک ہاتھ پانی باقی تھا کہ تھک کر رہ گیا۔

خدا کی محبت اور ذوق و شوق کس قدر محنت اور دکھ سے ملکر آتا ہے اہل اللہ کی یہی عادت تھی اور ان لوگوں کا یہ قول ہوا کرتا تھا کہ

گر نباشد بدوست رہ بردن
شرط عشق است در طلب مردن

یاد رکھو کہ مخالفت نفس بھی عبادت ہوتی ہے۔ سید عبدالقادر لکھتے ہیں کہ جب آدمی عابد اور عارف ہو جاتا ہے تو اسکی عبادت کا ثواب ضائع ہو جاتا ہے پھر خود ہی لکھتے ہیں کہ اسکے یہ معنے ہیں کہ ہر نیکی کا اجر نقد پالیتے ہیں یعنی جب نفس امارہ بدل کر مطمئنہ ہو جاتا ہے تو وہ جنت میں پہونچ گیا جو کچھہ پانا تھا پالیا اب اجر کیسا پس جو شخص جلدی کرے تو پھر خدا غنی اور بے پروا ہے صبر سے خدا رحم کرتا ہے اور اس پر دروازے کھول دیتا ہے۔

اہل اللہ کہتے ہیں کہ جب انسان عابد ہو جاتا ہے تو اسکی عبادتیں ساقط ہو جاتی ہیں پھر خود ہی شرح کرتے ہیں کہ اس سے یہ نہ سمجھنا کہ نماز روزہ معاف ہو جاتا ہے نہیں بلکہ رنجیں ساقط ہو جاتی ہیں یعنی نماز روزہ اصل حق ادا کرتے ہیں جسطرح انسان بوقت روٹی کہاتا ہے۔

فرمایا دوستی اور اخلاص کا حق جیسے خدا ادا کرتا ہے اور کوئی نہیں کر سکتا۔ مگر بات یہ ہے کہ انسان صبر سے کام نہیں لیتا اور جلد ہی تنگ آکر اس سے منہ پھیر لیتا ہے۔

یہ بھی کچھہ عادۃ اللہ ہی ہے کہ جب کوئی خدائی سلسلہ آتا ہے تو ہمیشہ مخلوق خدا کے راستباز ہی سے مخالفت کرتی ہے حالانکہ سینکڑوں کاذب دنیا میں مکر اور فریب کر کے دہوکہ دیتے پھرتے ہیں۔ انکی مخالفت کبھی نہیں کیجاتی۔ معلوم ہوتا ہے کہ راستباز کی مخالفت پر تو شیطان تلا ہوا ہوتا ہے اور وہ لوگ خود شیطان کا مظہر ہوتے ہیں۔

ابوجہل کو آنحضرت صلعم نے فرعون کہا وہ پرلے درجہ کا متکبر اور سرکش اور بیدین تہا کیونکہ اول تو اسکو ایمان نصیب ہوا۔ دوسرے سر کاٹنے والے کو کہا کہ ذرا گردن لمبی کر کے کاٹنا تاکہ دوسروں سے سر بڑا دکہائی دے گویا مرتے دم تک تکبر نہ چہوڑا۔ بعد میں مکہ کے لوگ سمجھہ گئے تھے کہ یہی دین سچا ہے۔ مگر مرتبہ ہمیشہ اسی کو ملتا ہے جو عسر کے وقت ساتھہ ہوتا ہے۔

پھر فرمایا **انا اعطینٰک الکوثر فصل لربک وانحر** سے یہی مراد ہے کہ تیری اولاد کثرت سے ہوگی اب تو عقیقہ کی قربانیاں کر۔

مگر ہماری مخالف کم بخت روحانی اور جسمانی اولادوں سے محروم قرار دیتے ہیں۔

اشتہار کے متعلق ذکر پر فرمایا کہ غزنویوں کو بھی ضرور روانہ کیا جاوے مولوی عبداللہ صالح آدمی تھے خدا صالح کی اولاد کو ضائع نہیں کرتا شاید انکی سمجھہ میں آجاوے۔

مولوی عبداللہ کو رویا میں ایک دفعہ میں نے دیکھا کہ میں قرآن کھول کر بیٹھا ہوں الہام ہوا

ھذا کتابی وھٰذا عبادی۔ فاقرؤ کتابی علیٰ عبادی شاید ان لوگوں کو ہدایت ہو جاوے۔

۳۰ نومبر ۱۹۰۲ء

دربار شام

برطانیہ اور کابل فرمایا گورنمنٹ انگلشیہ نے بڑی آزادی دے رکھی ہے اور ہر قسم کا امن ہے مگر کابل میں تو لوگ ایکطرح سے اسیر اور مقید ہیں۔ وہ باہر جانا چاہیں تو انکے لئے کئی قسم کی پابندیاں ہیں اور بیہودہ نگرانیاں کیجاتی ہیں۔ خدا تعالیٰ نے اس سلسلہ کو اسی لئے اس مبارک سلطنت کے ماتحت رکہا۔

فرمایا جو لوگ حق کو چہپاتے ہیں وہ مرد نہیں بلکہ عورتیں ہیں۔

فرمایا جو خدا کی پروا نہیں کرتا وہ برباد ہو جاتا ہے یہ مسلمانوں کی بدقسمتی ہے کہ انہوں نے انکار کیا یہ آثار اچھے نہیں اللہ تعالیٰ بعض وقت انصاف پسند کافر کو ظالم کلمہ گو کے مقابلہ میں پسند کرتا ہے۔ اس سلسلہ کے لئے گورنمنٹ انگلشیہ کے سوا دوسری حکومتیں سخت مضر ہیں انمیں امن نہیں ہے

یکم دسمبر ۱۹۰۲ء

صبح کی سیر

عدو شود سبب خیر گر خدا خواہد مخالفوں کی مخالفت کے تذکرہ پر فرمایا کہ مخالف مامور کی عمر کو بڑہاتے ہیں اور وہ گویا سلسلہ نبوت کی رونق کا باعث ہوتے ہیں انکی مخالفت سے تحریک پیدا ہوتی اور خدا تعالیٰ کی غیرت جوش میں آتی ہے۔ جب مخالفت اٹھہ جاتی ہے تو گویا سمجھے مامور بھی اپنا کام کر چکتا ہے اور وہ فتحیاب ہو کر اٹھایا جاتا ہے دیکھو جبتک کفار مکہ کی مخالفت کا زور شور رہا اسوقت تک بڑے بڑے اعجاز ظاہر ہوتے لیکن جب **اذا جاء نصر اللہ والفتح** کا وقت آیا اور یہ سورۃ اتری تو گویا آپکے انتقال کا وقت قریب آگیا فتح مکہ گویا تہی آپکے انتقال کا ایک مقدمہ تہی۔ غرض ان مخالفانہ تحریکوں سے بڑے بڑے فائدے ہوتے ہیں اور ہماری جماعت ان مخالفوں ہی میں سے نکل کر آئی ہے اور اگر یہ مخالفت نہوتی تو اس زور شور سے تحریک اور تبلیغ نہوتی۔

پھر وجودیوں رافضیوں وغیرہ کا ذکر ہوتا رہا۔ اسکے بعد آپنے تقویٰ کے متعلق کچھہ نصائح فرمائیں جنکا اقتباس یہ ہے۔

تقوےٰ فرمایا اصل تقویٰ جس سے گند دہویا جاتا ہے اور جس گناہ دور ہوتے ہیں اور وہ تقویٰ جسکے لئے نبی آتے رہے میں اسقدر پایا نہیں جاتا۔ بہت ہی کم کوئی ایسا ہوگا جو **قد افلح من زکّٰھا** کا مصداق ہو۔

میں سچ کہتا ہوں کہ اگر انسان متقی ہو تو فرشتے اس سے مصافحہ کریں اگر خدا پر ایمان ہو تو جن چیزوں کو ناجائز طور پر حاصل کرنا چاہتا ہے وہ متقی اور مومن کو جائز طور پر ملتی ہیں۔ چور اور زانی کو اگر خدا تعالیٰ پر ایمان ہو تو وہ کبھی چوری یا زنا کی جرأت نکرے خدا پر ایمان ہی نہیں ہا تو اس قسم کی شوخیاں اور شرارتیں کیجاتی ہیں اور بیحیائی اور بدکاری سے خوف نہیں کیا جاتا۔ حدیث میں آیا ہے کہ چور چوری نہیں کرتا جبکہ مومن ہو یہ بالکل سچی بات ہے بکری کے سر پر اگر شیر ہو تو اسکو حلال کہانا بھی بھول جاتا ہے چہجائیکہ وہ کسی دوسرے کے کہیت میں جاوے اسیطرح پر اگر خدا کا خوف ہو تو ممکن نہیں کہ گناہ کرے۔ دنیوی حکومتوں سے جب انسان ڈرتا ہے تو انکے قواعد اور قوانین کے خلاف ورزی نہیں کرتا پھر اگر خدا کا خوف واقعی کرے تو کیونکر ممکن ہو سکتا ہے کہ وہ گناہ پر دلیری کرے۔ میں دیکھتا ہوں اور خدا کی **وحی** سے دیکھتا ہوں کہ وہ اسوقت تقویٰ کی بنیاد نئے سرے سے ڈال رہا ہے۔ قرآن شریف کی ابتدا تقویٰ سے ہوئی ہے اور قرآن شریف کی غرض تقویٰ ہی ہے۔

ایاک نعبد وایاک نستعین میں تقویٰ ہی کی تعلیم ہے اس سے بڑھکر کون متقی ہو سکتا ہے جو عبادت کر کے پھر استعانت چاہتا ہے۔ پھر دوسری سورۃ میں بھی اسی تقویٰ سے شروع کیا ہے

تقویٰ کے نتائج اللہ تعالیٰ متقی کے ساتھہ ہوتا ہے جیسے فرمایا **ان اللّٰہ مع المتقین** پھر اللہ تعالیٰ متقیوں کی دعاؤں کو قبول کرتا ہے جیسے فرمایا **انما یتقبل اللّٰہ من المتقین**۔

اللہ تعالیٰ متقی کو ایسی جگہ سے رزق دیتا ہے

کر اسے پتہ بھی نہیں ہوتا۔ یرزقہ من حیث لا یحتسب ہر تنگی سے اسے نجات ملتی ہے۔

پھر سب سے بڑی یہ ہے کہ ان الذین قالوا ربنا اللہ ثم استقاموا تتنزل علیہم الملائکۃ ان لا تخافوا ولا تحزنوا وابشروا بالجنۃ التی کنتم توعدون نحن اولیاؤکم فی الحیٰوۃ الدنیا وفی الآخرۃ۔

اسکا اصل مفہوم تقویٰ ہی ہے یعنی وہ لوگ جنہوں نے کہا کہ ہمارا رب اللہ ہے اور پھر اس پر استقامت کی ان پر ملائکہ اترتے ہیں کہ خوف مت کرو اور غم مت کرو اور جس بہشت کا تم کو وعدہ دیا گیا تھا اسکی خوشخبری ہو۔ ہم تمہارے دنیا اور آخرۃ میں رفیق ہیں۔

یعنی متقی سے آخر مکالمہ الٰہی شروع ہو جاتا ہے اور یہ عظیم الشان فضل اللہ تعالیٰ کا ہے اور یہ بھی ولمن خاف مقام ربہ جنتان ایک قسم کی جنت ہی ہے۔ اصل جنت جو کہ متقیوں سے اللہ تعالیٰ نے جس جنت کا یہاں وعدہ کیا ہے اس سے دنیا کی جنت بھی مراد ہے اور قرآن شریف میں آیا بھی ہے ولمن خاف مقام ربہ جنتان۔

الدنیا سجن المؤمن کے معنے بعض لوگ کہتے ہیں کہ دنیا مومن کے لئے تو سجن ہوتی ہے پھر جنت کہاں؟ یہ سچ ہے کہ دنیا مومن کے لئے سجن ہوتی ہے مگر اسکی حقیقت سے وہ ناواقف ہیں۔ اصل یہ ہے کہ مومن تین قسم کے ہوتے ہیں ظالم۔ مقتصد۔ اور سابق بالخیرات پہلی حالت میں یعنی ظالم ہونیکی حالت میں نفس کے ساتھ جنگ اور کشاکش ہوتی ہے اس صورت میں بھی وہ مومن تو ہوتا ہے یہ زمانہ مجاہدہ کا زمانہ ہوتا ہے یہی وہ وقت ہوتا ہے جب کہ سجن میں ہوتا ہے اسکے بعد مجاہدات کا سلسلہ رفتہ رفتہ ختم ہو جاتا ہے یہاں تک جب وہ نفس مطمئنہ کی حالت میں پہنچ جاتا ہے تو سب سلوک کا سلسلہ ختم ہو جاتا ہے اور یہ آواز آجاتی ہے یا ایتہا النفس المطمئنۃ ارجعی الی ربک راضیۃ مرضیۃ

یہ رجوع الی الرب مومن کا جنت ہے اور رضوان من اللہ اکبر بھی بڑا جنت ہے۔ پس متقی کا جنت تو یہی ہے جب وہ نفس مطمئنہ کی حالت میں ہوتا ہے جیسے کنوئیں کا کھودنا پانی نکالنے کا مقدمہ ہوتا ہے اس میں تکالیف اور محنت تو کرنی پڑتی ہیں لیکن آخر اسکا انجام خوش کن ہے اسی طرح پر الدنیا سجن المؤمن ہے اور یہی اس کا حل ہے۔

ظالم۔ نفس امارہ کے جنگ و جدل کا زمانہ ہے اور مقتصد میں نفس لوامہ کی حالت ہوتی ہے

آخری حالت محبت ذاتی اور سابق بالخیرات میں مطمئنہ ہوتا ہے۔ اس میں جنگ کا خاتمہ ہوتا ہے۔ اور فتوحات حاصل ہو جاتی ہیں۔ اسوقت یہ ولمن خاف مقام ربہ جنتان کا مصداق ہوتا ہے اور امر الٰہی کی تعمیل میں اسے کوئی تکلیف نہیں ہوتی۔

اسکا ارادہ خدا تعالیٰ کا ارادہ ہو جاتا ہے وہ خدا تعالیٰ کی عبادت اور اس کے اوامر کی تعمیل ایک ذوق سے کرتا ہے۔ اور اسکی تمام حرکات و سکنات اللہ تعالیٰ کے جلال کے اظہار کے لئے ہوتی ہیں۔ اور وہ اسوقت پوری کوشش کرتا ہے کہ اگر اسے کہا جاوے کہ تیری ساری محنت کا کوئی اجر نہ ہوگا بلکہ تجھے سزا ملیگی تب بھی وہ رک نہیں سکتا۔ اسی کا نام آخری حالت اور محبت ذاتی ہے۔

وہ بہشت کے سہارے پر اس سے محبت نہیں ہوتے۔ دنیا میں بھی اس کی نظیر موجود ہے ہیں جو اپنی دشمن میں ایک کام کرتے جاتے ہیں پس یاد رکھو کہ محبت ذاتی میں اجر کا خیال نہیں ہوتا۔ یہ آخری مقام ہے جہاں سالک کا سلسلہ ختم ہو جاتا ہے۔

ان عبادی لیس لک علیہم سلطان جب تک انسان اپنے نفس سے کام کرتا ہے اسوقت تک شیطان کو بہکانے کا موقع مل سکتا ہے لیکن جب وہ اس مرحلہ سے نکل جاتا ہے تو پھر ان عبادی لیس لک علیہم السلطان کے گروہ میں آجاتا ہے اور شیطان کے تسلط سے نکل آتا ہے معاملہ میں تفرقہ ممکن ہے لیکن محبت ذاتی میں تفرقہ نہیں ہو سکتا۔ جیسے ماں اور بچے کے تعلقات میں اگر ماں کو کہا جاوے کہ اگر دودھ نہ دے گی اور اس سے بچہ کو کوئی صدمہ پہونچے تو تجھے کوئی سزا نہ ملے گی۔ تو وہ اس سے کوئی اثر نہ لے گی بلکہ ایسا حکم اور مشورہ دینے والے کو گالیاں دیگی۔

ماں مارے بچہ ماں ماں پکارے پس جب انسان نیکیوں اور ایمان میں ترقی کرتا ہے تو اسکی اس بچہ کی سی حالت ہو جاتی ہے جو ہر حالت میں ماں ہی کی طرف دوڑتا ہے

جیسے ایک مثال ہے ماں مارے بچہ ماں ماں پکارے۔ جسقدر مشکلات اور مصائب آتے ہیں اسی قدر سالک قدم آگے بڑھاتا ہے اور انہیں سے زیادہ لطف آتا ہے اور مجاہدہ میں اور بھی ترقی کرتا ہے۔ پس یاد رکھو کہ برکات اور تائیدات نہیں ملتیں جب تک محبت ذاتی نہ ہو۔ دنیا میں اگر کوئی خدمت گار بدون کسی امید اجر کے خدمت کرتا ہے تو وہ بیٹوں سے بھی زیادہ عزیز سمجھا جاتا ہے

استغفار انسان پر بعض اوقات غفلت کی تیرگی چھا جاتی ہے اس لئے اسلام نے استغفار کی ہدایت کی ہے جس کے یہ معنے ہیں کہ زنگ آنے نہ پائے۔ مجھے تعجب ہوتا ہے کہ بعض لوگ استغفار پر اعتراض کیوں کرتے ہیں۔ استغفار تو یہ ہے کہ زنگ پاس آنے نہ پاوے اور گناہ کا صدور نہ ہو۔

تمام انبیاء بشریت کے لحاظ سے اسکے محتاج ہیں اور جسقدر کوئی استغفار زیادہ کرتا رہا ہے اسیقدر اسکی عظمت کا مقام بلند ہوا ہے۔

جو بہشت سے تعلق ہوتے ہیں وہ دنیا کی نظر سے مخفی ہیں۔ مگر اب ہمارا زمانہ آگیا ہے۔ [illegible] انکشافات خدا ہی سکتا ہے تو پھر وہ [illegible] نار لکھی ہیں۔

یکم ستمبر ۱۹۰۲ء

دربار شام

(ایڈیٹر کے اپنے الفاظ میں اقتباس)

ماہ رمضان آج رمضان المبارک کا چاند دیکھا گیا۔ بعد نماز مغرب حضور حجۃ اللہ مسجد کی چھت پر رویت ہلال کے لئے تشریف لے گئے اور چاند دیکھا اور مسجد میں آکر فرمایا کہ رمضان گذشتہ ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے کل گیا ہے۔

تزکیہ نفس اور تجلی قلب شہر رمضان الذی انزل فیہ القرآن سے ہی ماہ رمضان کی عظمت معلوم ہوتی ہے صوفیوں نے اس مہینے کو تنویر قلب کے لئے عمدہ لکھا ہے اس میں کثرت سے مکاشفات ہوتے ہیں نماز تزکیہ نفس کرتی ہے اور

کرانے سے پرہیز ہی نہیں ہوتا۔ یہ زندگی حیات طیبہ سے بہتر زندگی ہے اسے نجات ملتی ہے۔

پھر سب سے بڑی یہ ہے کہ ان الذین قالوا ربنا اللہ ثم استقاموا تتنزل علیہم الملائکۃ ان لا تخافوا ولا تحزنوا وابشروا بالجنۃ التی کنتم توعدون نحن اولیاءکم فی الحیوۃ الدنیا وفی الآخرۃ۔

اسکا اصل مفہوم تو یہی ہے کہ ہر ایک۔ یعنی وہ لوگ جنہوں نے کہا کہ ہمارا رب اللہ ہے اور پھر اس پر استقامت کی ان پر ملائکہ اترتے ہیں کہ خوف مت کرو اور غم مت کھاؤ اور جس بہشت کا تم کو وعدہ دیا گیا تھا اسکی خوشخبری تم کو ہو ہم تمہارے دنیا اور آخرۃ میں رفیق ہیں۔

یعنی متقی سے آخر مکالمہ الہی شروع ہو جاتا ہے۔ اور یہ عظیم الشان فضل اللہ تعالیٰ کا ہے اور یہ بھی

ولمن خاف مقام ربہ جنتان | ایک قسم کی جنت ہی ہے اصل جنت تو یہی ہے متقیوں سے اللہ تعالیٰ نے جس جنت کا یہاں وعدہ کیا ہے اس سے دنیا کی جنت بھی مراد ہے اور قرآن شریف میں آیا بھی ہے **ولمن خاف مقام ربہ جنتان**۔

الدنیا سجن المومن کے معنے | بعض لوگ کہتے ہیں کہ دنیا مومن کے لئے تو سجن ہوتی ہے پھر جنت کہاں؟ یہ سچ ہے کہ دنیا مومن کے لئے سجن ہوتی ہے مگر اسکی حقیقت سے وہ ناواقف ہیں۔ اصل یہ ہے کہ مومن تین قسم کے ہوتے ہیں ظالم۔ مقتصد۔ اور سابق بالخیرات پہلی حالت میں یعنی ظالم ہونیکی حالت میں نفس کے ساتھ جنگ اور کشاکش ہوتی ہے اس صورت میں بھی وہ مومن تو ہوتا ہے یہ زمانہ مجاہدہ کا زمانہ ہوتا ہے یہی وہ وقت ہوتا ہے جب وہ سجن میں ہوتا ہے اسکی وجہ مجاہدات کا سلسلہ رفتہ رفتہ ختم ہو جاتا ہے یہاں تک کہ جب وہ نفس مطمئنہ کی حالت پر پہنچتا ہے تو سب سلوک کا سلسلہ ختم ہو جاتا ہے اور یہ آواز آجاتی ہے **یا ایتہا النفس المطمئنۃ ارجعی الی ربک راضیۃ مرضیۃ**

سو یہ جو رجعی الی ربک ہے مومن کا جنت ہے اور رضوان من اللہ اکبر ہی بڑا جنت ہے پس متقی کا جنت تو یہی ہے جب وہ نفس مطمئنہ کی حالت میں ہوتا ہے جیسے کنوئیں کا کھودنا پانی نکالنے کا مقدمہ ہوتا ہے اس میں تکالیف اور محنت تو کرنی پڑتی ہیں لیکن آخر اسکا انجام خوش کن ہے اسیطرح **الدنیا سجن المومن** ہے اور یہی اس کا حل ہے۔

ظالم۔ نفس امارہ کے جنگ و جدل کا زمانہ ہے اور مقتصد میں نفس لوامہ کی حالت ہوتی ہے

آخری حالت محبت ذاتی | اور سابق بالخیرات میں مطمئنہ ہوتا ہے اس میں جنگ کا خاتمہ ہوتا ہے۔ اور فتوحات حاصل ہو جاتی ہیں۔ اسوقت یہ **ولمن خاف مقام ربہ جنتان** کا مصداق ہوتا ہے اور امر الہی کی تعمیل میں اسے کوئی تکلیف نہیں ہوتی۔

اسکا ارادہ خدا تعالیٰ کا ارادہ ہو جاتا ہے وہ خدا تعالیٰ کی عبادت اور اس کے اوامر کی تعمیل ایک ذوق سے کرتا ہے اور اسکے تمام حرکات و سکنات اللہ تعالیٰ کے جلال کے اظہار کے لئے ہوتی ہیں۔ اور وہ اسوقت جوش سے کوشش کرتا ہے کہ اگر اسے کہا جاوے کہ تیری ساری محنت کا کوئی اجر نہ ہوگا بلکہ تجھے سزا ملیگی تب بھی وہ رک نہیں سکتا۔ اسی کا نام آخری حالت اور محبت ذاتی ہے۔

ابتدا کے سہارے سے یہاں سے ترقی نہیں ہوتے۔ دنیا میں بھی ایسی قسم کے آدمی ہیں جو اپنی دھن میں ایک کام کرتے جاتے ہیں پھر یاد رکھو کہ محبت ذاتی میں اجر کا خیال نہیں ہوتا۔ یہ آخری مقام ہے جہاں سالک کا سلسلہ ختم ہو جاتا ہے۔

ان عبادی لیس لک علیہم السلطان | جب تک انسان اسباب سے کام کرتا ہے اسوقت تک شیطان کو بہکانے کا موقع مل سکتا ہے لیکن جب وہ اس مرحلہ سے نکل جاتا ہے تو پھر **ان عبادی لیس لک علیہم السلطان** کے گروہ میں آجاتا ہے اور شیطان کے تسلط سے نکل آتا ہے۔ معاملہ میں تفرقہ ممکن ہے لیکن محبت ذاتی میں تفرقہ نہیں ہو سکتا۔ جیسے ماں اور بچے کے تعلقات ہیں اگر ماں کو کہا جاوے کہ تو اگر دودھ نہ دے گی اور اس سے بچہ کو کوئی صدمہ پہونچے تو تجھے کوئی سزا نہ ملیگی۔ تو وہ اس سے کوئی خوش نہ ہوگی بلکہ ایسا حکم اور مشورہ دینے والے کو گالیاں دیگی۔

ماں مارے بچہ ماں ماں پکارے | پس جب انسان نیکیوں اور ایمان میں ترقی کرتا ہے تو اسکی اس بچہ کی سی حالت ہو جاتی ہے جو ہر حالت میں ماں ہی کیطرف دوڑتا ہے

جیسے ایک مثال ہے ماں مارے بچہ ماں ماں پکارے۔ جسقدر مشکلات اور مصائب آتے ہیں اسی قدر سالک قدم آگے بڑھاتا ہے اور انہیں اسے زیادہ لطف آتا ہے اور مجاہدہ میں اور بھی ترقی کرتا ہے۔ پس یاد رکھو کہ برکات اور تائیدات نہیں ملتیں جب تک محبت ذاتی نہ ہو۔ دنیا میں اگر کوئی خدمتگار بدون کسی امید اجر کے خدمت کرتا ہے تو وہ بیٹوں سے بھی زیادہ عزیز سمجھا جاتا ہے۔

استغفار | انسان پر بعض اوقات غفلت کی تیرگی چھا جاتی ہے اس لئے اسلام نے استغفار کی ہدایت کی ہے جسکے یہ معنے ہیں کہ زنگ آنے ہی نہ پائے۔ مجھے تعجب ہوتا ہے کہ بعض لوگ استغفار پر اعتراض کیونکر کرتے ہیں استغفار تو یہ ہے کہ زنگ پاس آنے ہی نہ پاوے اور گناہ کا صدور ہی نہ ہو۔

تمام انبیاء بشریت کے لحاظ سے اسکے محتاج ہیں اور جسقدر کوئی استغفار زیادہ کرتا رہا ہے اسیقدر اسکی عظمت کا مقام بلند ہوتا ہے۔

بہت سے مقامات ہیں جو دنیا کی نظر سے مخفی ہیں۔ مگر اب بہار آگئی ہے۔ مجھے بڑا افسوس آتا ہے کہ جب اگر حال انسان خدا ہی سکتا ہے تو پھر وہ یک ... ناراض ہیں۔

یکم دسمبر ۱۹۰۲ء

دربار شام

"ایڈیٹر کے اپنے الفاظ میں اقتباس"

ماہ رمضان | آج رمضان المبارک کا چاند دیکھا گیا۔ بعد نماز مغرب خود حجۃ اللہ مسقف مسجد پر رویت ہلال کے لئے تشریف لے گئے اور چاند دیکھا اور مسجد میں آکر فرمایا کہ رمضان گذشتہ ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے کل گیا ہے۔

تزکیہ نفس اور تجلی قلب | **شہر رمضان الذی انزل فیہ القرآن** سے ہی ماہ رمضان کی عظمت معلوم ہوتی ہے صوفیوں نے اس مہینے کو تنویر قلب کے لئے عمدہ لکھا ہے اس میں کثرت سے مکاشفات ہوتے ہیں نماز تزکیہ نفس کرتی ہے اور

اور روزہ سے **تجلی قلب** ہوتی ہے تزکیہ نفس سے مراد یہ ہے کہ نفس امارہ کی شہوات سے بُعد حاصل ہو جاوے اور تجلی قلب سے مکاشفات ہوتے ہیں جن سے مومن خدا کو دیکھ لیتا ہے انزل فیہ القرآن میں بھی اسی اشارہ ہے۔ بے شک روزہ کا اجر عظیم ہے مگر امراض اور اغراض اس نعمت سے انسان کو محروم کر دیتے ہیں۔

اپنا التزام صوم

ایک مرتبہ ایام جوانی میں ایسا اتفاق ہوا کہ ایک بزرگ معمر پاک صورت مجھکو خواب میں دکھائی دیا۔ اور اُسنے یہ ذکر کر کے کہ کسیقدر روزے انوار سماوی کی پیشوائی کے لئے رکھنا سنت خاندان نبوت ہے اسبات کیطرف اشارہ کیا کہ میں اس سنت اہل بیت رسالت کو بجا لاؤں۔

اپنا اہل بیت ہونا

اہل بیت کے متعلق حضرت جری اللہ نے اپنی ایک رویا سے جو الحکم نمبر ۲۴ جلد ۴ مورخہ ۱۰ اکتوبر ۱۹۰۰ء کے صفحہ ۳ کالم تین میں درج ہے اور اسکا اقتباس ہم یہ استدلال فرمایا بہت دفعہ ایسا اتفاق ہوتا ہے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم ایک بات بتاتے ہیں اور میں اسکو سنتا ہوں مگر صورت نہیں دیکھتا ایک حالت بین الکشف والالہام ہوتی ہے ۲۰ اکتوبر ۱۹۰۰ کی رات کو آپنے مسیح موعود یعنی میری نسبت یضع الحرب ویصالح الناس یعنی ایک طرف تو جنگ و جدال اور حرب کو اٹھا دیگا دوسری طرف اندرونی طور پر مصالحت کرا دیگا۔ گویا مسیح موعود کے لئے دو نشان ہونگے اور بیرونی نشان یہ کہ حرب نہ ہوگی دوسرا اندرونی کہ باہم مصالحت ہو جائیگی پھر اسکے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا **سلمان منا اهل البیت علی مشرب الحسن**۔ **سلمان** یعنی دو صلحیں مسیح موعود کے ہاتھ سے ہونگی اور وہ علی مشرب الحسن یعنی حسنی المشرب ہوگا جنہوں نے دو صلحیں کرا دی تھیں۔"

فرمایا میں حسین کے مشرب پر نہیں ہوں کہ جس نے جنگ کی بلکہ حسن المشرب ہوں کہ جسنے صلح کرا دی تھی غرض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اہل بیت میں داخل کیا اور میں نے اس رویا کے موافق چھ ماہ تک برابر مخفی طور پر روزوں کا التزام کیا۔ اس اثنا میں

تاثیرات روزہ

عجیب عجیب مکاشفات مجھ پر کھلے بعض گذشتہ نبیوں سے ملاقاتیں ہوئیں اور جو اعلیٰ طبقہ کے اولیاء اس امت میں گذر چکے ہیں۔ ان سے ملاقات ہوئی ایک دفعہ عین بیداری کی حالت میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مع حسنین و علی رضی اللہ عنہم و فاطمہ رضی اللہ عنہا کے دیکھا اور یہ خواب نہ تھی بلکہ بیداری کی ایک قسم تھی غرض اسی طرح پر کئی مقدس لوگوں کی ملاقاتیں ہوئیں جنکا ذکر کرنا موجب تطویل ہے اور علاوہ اسکے انوار روحانی تمثلی طور پر برنگ ستون سبز و سرخ ایسے دلکش و دلستان طور پر نظر آتے تھے جنکا بیان کرنا بالکل طاقت تحریر سے باہر ہے وہ نورانی ستون جو سیدھے آسمان کیطرف گئے تھے جن میں سے بعض چمکدار سفید اور بعض سبز و سرخ تھے انکو دل سے ایسا تعلق تھا کہ انکو دیکھ کر دل کو نہایت سرور پہنچتا تھا اور دنیا میں کوئی بھی ایسی لذت نہیں ہوگی جیسا کہ انکو دیکھ کر دل اور روح کو لذت آتی تھی میرے خیال میں ہے کہ وہ ستون خدا اور بندہ کی محبت کی ترکیب سے ایک تمثلی صورت میں ظاہر کئے گئے تھے یعنی وہ ایک نور تھا جو دل سے نکلا اور ایک وہ نور تھا جو اوپر سے نازل ہوا اور دونوں کے ملنے سے ایک ستون کی صورت پیدا ہوگئی یہ روحانی امور ہیں کہ دنیا اُن کو نہیں پہچان سکتی کیونکہ وہ دنیا کی آنکھوں سے بہت دور ہیں لیکن دنیا میں ایسے بھی ہیں جنکو ان امور سے خبر ملتی ہے"

ایڈیٹر اس حصہ کو ہمنے صحت اور تفصیل کی غرض سے حضرت حجۃ اللہ کی لائف میں سے لیکر نقل کر دیا ہے

غرض یہ حالت روزہ رکھنے سے گذری۔ فرمایا یہ سب کچھ جوانی میں ہو سکتا ہے اگر اس وقت میں چاہتا تو چار سال تک روزہ رکھ سکتا۔ مگر

نشاط نوجوانی تا بہ سی سال
چو چل آمد فرو ریزد پر و بال

چالیس سال کے بعد حرارت غریزی کم ہو جاتی ہے

بدنی اور مالی عبادتیں

فرمایا عبادات دو قسم کی ہوتی ہیں عبادات مالی اور بدنی۔ مالی عبادتیں تو اس کے لئے ہیں جسکے پاس مال ہو۔ اور جسکے پاس نہیں وہ معذور ہے بدنی عبادتیں بھی انسان جوانی ہی میں کر سکتا ہے ورنہ ۶۰ سال کے بعد طرح طرح کے عوارضات لاحق ہو جاتے ہیں نزول الماء وغیرہ شروع ہو کر نابینائی آ جاتی ہے سچ کہا ہے پیری و صد عیب چنین گفتہ اند۔ اور جو کچھ انسان جوانی میں کر لیتا ہے اس کی برکت بڑھاپے میں بھی ہوتی ہے اور جس نے جوانی میں کچھ نہیں کیا اسے بڑھاپے میں بھی صدہا رنج برداشت کرنے پڑتے ہیں

موئے سفید زاجل آرد پیام

اس لئے انسانکو چاہیے کہ حسب استطاعت خدا کے فرائض بجا لاوے۔ روزہ کے بارہ میں خدا فرماتا ہے **ان تصوموا خیر لکم** یعنے اگر تم روزہ رکھ ہی لیا کرو تو تمہارے لئے اس میں بڑی خیر ہے

فدیہ توفیق روزہ کا موجب ہے

ایک بار میرے دل میں آیا کہ یہ فدیہ کس لئے مقرر ہے تو معلوم ہوا یہ اس لئے ہے کہ اس سے روزہ کی توفیق ملے خدا ہی کی ذات ہے جو توفیق عطا کرتی ہے اور ہر شے خدا ہی سے طلب کرنی چاہیے وہ تو قادر مطلق ہے وہ اگر چاہے تو ایک مدقوق کو بھی طاقت روزہ عطا کر سکتا ہے۔

اس لئے مناسب ہے کہ ایسا انسان جو دیکھے کہ روزہ سے محروم رہا جاتا ہوں تو دعا کرے کہ الٰہی یہ تیرا ایک مبارک مہینہ ہے میں اس سے محروم رہا جاتا ہوں اور کیا معلوم کہ آئندہ سال رہوں یا نہ رہوں یا ان فوت شدہ روزوں کو ادا کر سکوں یا نہ اس لئے اس سے توفیق طلب کرے مجھے یقین ہے کہ ایسے قلب کو خدا طاقت بخش دیگا۔

اگر خدا چاہتا تو دوسری امتوں کی طرح اس امت میں کوئی قید نہ رکھتا مگر اس نے قیدیں بھلائی کیواسطے رکھی ہیں۔ میرے نزدیک اصل یہی ہے کہ جب انسان صدق اور کمال اخلاص سے باری تعالیٰ میں عرض کرتا ہے کہ اس مہینے میں مجھے محروم نہ رکھ تو خدا اسے محروم نہیں رکھتا اور ایسی حالت میں اگر رمضان میں بیمار ہو جاوے تو یہ بیماری اسکے حق میں رحمت ہو جاتی ہے کیونکہ ہر عمل کا مدار نیت پر ہے مومن کو چاہیئے کہ وہ اپنے وجود سے اپنے آپ کو خدا تعالیٰ کی راہ میں دلاور ثابت کر دے جو شخص کہ روزہ سے محروم رہتا ہے مگر اسکے دل میں یہ نیت درد دل سے تھی کہ کاش میں تندرست ہوتا اور روزہ رکھتا اسکا دل اسبات کے لئے گریاں ہے تو فرشتے اسکے لئے روزہ رکھیں گے بشرطیکہ وہ بہانہ جو نہ ہو تو خدا تعالیٰ ہرگز اسے ثواب سے محروم نہ رکھیگا یہ ایک باریک امر ہے اگر کسی شخص پر اپنے نفس کے کسل کیوجہ سے روزہ گراں ہے اور وہ اپنے خیال میں گمان کرتا ہے کہ میں بیمار ہوں اور میری صحت ایسی ہے کہ اگر ایک وقت نہ کھاؤں تو فلاں فلاں عوارض لاحق ہونگے اور یہ ہوگا اور وہ ہوگا

رحم کر کے آپ سے کہتا ہے کہ تو کیوں مشقت میں پڑا ہے مگر جو لوگ تکلف سے اپنے آپ کو مشقت سے محروم رکھتے ہیں خدا انکو دوسری مشقت میں ڈالتا ہے اور نکالتا نہیں اور دوسرے جو خود مشقت میں پڑتے ہیں انکو وہ آپ نکالتا ہے۔ انسان کو واجب ہے کہ اپنے نفس پر آپ شفقت نہ کرے بلکہ ایسا بنے کہ خدا اس کے نفس پر شفقت کرے کیونکہ انسان کی شفقت اسکے نفس پر اسکے واسطے جہنم ہے اور خدا کی شفقت جنت۔ ابراہیم علیہ السلام کے قصہ پر غور کرو کہ جو آگ میں گرنا چاہتا ہے اسے تو خدا آگ سے بچاتا ہے۔

۱۰ دسمبر تا ۱۸ دسمبر ۱۹۰۲ء تک

بوجہ رمضان شریف حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کا معمول ہے بعد ادائے نماز مغرب آپ تشریف لیجاتے ہیں اور قریب عشاء تشریف لاتے ہیں اور کچھ دیر اجلاس فرماتے ہیں۔ اس لئے ان تاریخوں کے دربار شام کی کیفیت بہت ہی کم قابل ذکر ہے۔

یکم رمضان کی شام کو جب حضرت اقدس واپس تشریف لائے تو عیسائیوں کے اپنی تبلیغ میں سے استغفار اور ذنب کے متعلق ایک مضمون سنایا گیا حضرت اقدس اسکو سنتے جاتے تھے اسکی جواب کے لئے بعض اشارات بھی دیتے جاتے تھے۔ امید کیجاتی ہے کہ اس مضمون پہ ایک مبسوط بحث کسی وقت میگزین میں انشاء اللہ ہوگی چنداں ضرورت نہیں کہ صرف اشارات ہی دیکر ہم ڈائری کی تاریخ پوری کرنے کی سعی کریں۔ بلکہ اس کے لئے ناظرین میگزین کا انتظار کرنا چاہئیے۔ البتہ ایک بات جو اہم ہے وہ ہم درج کر دیتے ہیں

فرمایا **استغفار** کے معنے سمجھنے میں ان لوگوں نے سخت غلطی کہائی ہے استغفار کے ایک معنی تو یہ ہیں کہ گناہوں سے بچا اور انکی برے نتائج سے محفوظ رکھ اور دوسرے اس کے یہ معنے ہیں کہ گناہ سرزد ہی نہ ہولے۔ جس کتاب میں یہ نہیں لکھا وہ ناقص اور نامکمل کتاب ہے ہر ایک انسان کو خدا سے مانگنا چاہئیے کہ ان قوی کا ظہور و بروز نہو جنمیں گناہ کی سمیت ہے۔ اس دعا کی ہر بشر کو ضرورت ہے کیونکہ خدا کا سہارا طلب کرنا بشریت کا خاصہ ہے

۱۵ دسمبر ۱۹۰۲ء کو مسٹر ہال نے جو لیکچر عیسائیت پر دئے ہیں انکا خلاصہ سول ملٹری گزٹ لاہور سے سنتے رہے اور ضمناً بعض فقرات پر ملاحت بھرے فقرے فرماتے رہے۔ مثلاً ذکر آیا کہ خدا محبت ہے فرمایا عیسائیوں کو تو کہنا چاہئیے خدا بغض ہے کیونکہ پہلے بیٹے سے ہی دیکھ لو کیا سلوک کیا۔

۶ دسمبر ۱۹۰۲ء کو آپکی طبیعت ناساز تھی۔ مگر اس روز ایک عظیم الشان وحی آپکو ہوئی جو اسم اعظم کے نام سے ہم ذیل میں درج کرتے ہیں

اسم اعظم

۶ دسمبر ۱۹۰۲ء کی رات کو حضرت اقدس علیل تھے مسجد میں تشریف نہ لائے۔ ۷ دسمبر ۱۹۰۲ء کو مسجد مبارک میں تشریف لائے۔ فرمایا کل تین دفعہ بڑا طراف کا دورہ ہوا۔ نصف شب کے قریب سخت دورہ ہوا۔ کہ اگر **وحی الٰہی** زندگی کی بشارت نہ دیتی تو میں یقیناً سمجھتا کہ اب آخری وقت ہے اسی حالت میں غنودگی سی آگئی گیا دیکھتا ہوں کہ میں ایک کوچہ میں ہوں جو آگے بند ہے۔ اور بہت تنگ کوچہ ہے کہ بمشکل ایک آدمی اس میں سے گذر سکتا ہے میں دیوار کے ساتھ ٹیک لگا کر کھڑا ہوگیا سامنے کیا دیکھتا ہوں کہ تین بیل ہیں ایک انمیں سے میری طرف حملہ کر کے دوڑا اسکو میں نے ہاتھ سے ہٹا دیا پھر دوسرا اسی طرح حملہ آور ہوا اسکو بھی ہٹا دیا تیسرا اس شدت اور جوش سے آیا کہ اسے دیکھ کر یقین ہوتا تھا کہ اب خیر نہیں لیکن جب میری قریب آیا تو دیوار کے ساتھ لگ کر [illegible] کھڑا ہو گیا [illegible] اسکی ساتھ [illegible] [illegible] ہیں اللہ تعالیٰ [illegible]

كُلُّ شَيْءٍ خَادِمُكَ رَبِّ فَاحْفَظْنِي وَانْصُرْنِي وَارْحَمْنِي ترجمہ اے میرے رب ہر چیز تیری خادم ہے [illegible] میرے رب میری حفاظت کر اور میری نصرت کر اور مجھ پر رحم کر

فرمایا۔ یہ **دعا** ایک حرز اور تعویذ ہے اور میرے دل میں اسوقت یہ بات پڑی تھی کہ یہی اسم اعظم ہے فرمایا کہ میں یہ دعا کو اب التزاماً ہر نماز میں پڑھا کرونگا۔ آپ بھی پڑھا کریں۔

فرمایا کہ اس میں بڑی بات جو سچی توحید سکھاتی یعنی اللہ جلشانہٗ کو ہی ضار اور نافع یقین دلاتی ہے یہ ہے کہ اس میں سکھایا گیا ہے کہ ہر شے تیری خادم ہے یعنی کوئی موذی اور مضر شے تیری ارادے اور اذن کے بغیر کچھ بھی نقصان نہیں کر سکتی۔ میں کہتا ہوں کہ یہی وہ **قیمتی ایمان** اور جوہر **الایمان** ہے جسکے لئے یہ آسمانی سلسلہ مخصوصاً قایم ہوا ہے اور جو ہر ایک مذہب اور ملت کے دل سے بالکل اٹھ گیا ہوا ہے

توحید اور ایمان کا اصل اصول یہی ہے کہ اللہ جلشانہٗ کو تمام ذرات کائنات پر متصرف اور مدبر بالارادہ اور اپنی مشیت اور علم اور قدرت اور حکمت کے مقتضا کے موافق کام کرنے والا یعنی **يَفْعَلُ مَا يَشَاءُ وَيَحْكُمُ مَا يُرِيدُ** ماناجاوے۔ اور تمام ذرات کون و مکان کو اسکی ارادہ اور قدرت کے ہاتہوں میں محض بے جان کٹھ پتلی کی طرح تسلیم کیا جائے۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ یہ آسمان پر اٹھ گیا ہوا رسالت پیر اس پاک رسول اور نبی کے طفیل سے پیدا ہے والله الحمد۔

اظہار رائے

جو کتابیں رسالجات وقتاً فوقتاً دفتر الحکم میں بغرض ریویو آتے ہیں وہ نیر میں عنوان کے نیچے ہم جو کچھ کہنا چاہتے ہیں بکمال کرتے ہیں ایک عرصہ سے ہمارے پاس کئی کتابیں اور رسالے بغرض ریویو آئے ہوئے ہیں جن میں سے صرف دو پر ہم آج اپنی رائے کا اظہار کرتے ہیں اور باقی پر پھر کبھی۔ انشاء اللہ العزیز

ان دو میں سے پہلی کتاب

ہمارا قیصر

ہے۔ یہ کتاب دفتر پیسہ اخبار لاہور نے حال میں شائع کی ہے اپنے بادشاہ کے ساتھ ارادت اور عقیدت رکھنے والی وفادار رعایا کے ہر فرد بشر کو چاہیئے کہ اسکے حالات اور سوانح عمری کو پڑھ کر پوری واقفیت پیدا کرے تاکہ جسقدر وہ اس کے اخلاق حمیدہ اور صفات پسندیدہ سے واقف ہوگا اسی قدر اسکے دل میں اپنے بادشاہ کے لئے زیادہ محبت اور زیادہ فرمانبرداری اور وفاداری کا جوش پیدا ہوگا۔

اسی غرض کو مدنظر رکھکر ہمارا قیصر نام کتاب شائع کی گئی ہے اور یہ پہلی کتاب ہے جو اردو زبان میں اس طرز پر شہنشاہ ایڈورڈ ہفتم قیصر ہند و انگلینڈ کی لائف پر لکھی گئی ہے۔ یہ کتاب ۱۴۴ صفحوں پر ختم ہوئی ہے جس میں طفولیت سے لیکر جیوبلی تک کے حالات درج ہیں۔ مصنف نے چونکہ کتاب کو عجلت میں طیار کیا ہے اسلئے اسکی ظاہری مراتب پر بہت بڑی توجہ نہیں کر سکا۔ پہر حال نفس مضمون اور ترتیب واقعات اور ضرورت وقت کے لحاظ سے یہ کتاب بہت مفید اور کارآمد ہے۔

ہماری رائے میں اس کتاب کی اشاعت کثرت سے ہونی چاہیئے۔ بلکہ سررشتہ تعلیم پنجاب کی طرف سے ہر سکول میں اسکی ایک ایک کاپی بہم پہونچائی جاوے کتاب مجلد ہے اور ۱۲ قیمت پر دفتر پیسہ اخبار سے ملسکتی ہے۔ ہم اپنے ہمعصر کو یہ رائے دینا چاہتے ہیں کہ وہ دربار دہلی کی تقریب پر اس کتاب کو کسی قدر کم قیمت پر فروخت کریں تو بہت مفید ہو۔

دوسری کتاب جسپر ہم ریمارک کرنا چاہتے ہیں وہ بھی ہمیں دفتر پیسہ اخبار ہی سے پہونچی ہے اسکا نام

عربی بول چال

ہے۔ اس کتاب کی ہم جسقدر سپارش کریں گے وہ بہت ...اور ندوۃ العلماء وغیرہ مجاوں کے مکتبوں اور کالجوں میں۔ مسلمانوں کو اپنی مذہبی زبان کی علم اشاعت کے خیال سے اس کتاب کو ضرور پڑھنا چاہیئے۔ یہ دونو کتابیں دفتر پیسہ اخبار لاہور سے ملیں گی۔ باقی کتابوں اور رسالوں پر ہم انشاء اللہ جلد ریویو کرینگے۔

(حضرت فاضل امروہوی کا)

رسالہ یک روزہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حامداً و مصلیاً

قول الشحناء والشوکۃ المردود والقول الاحسن لتائید السلسلۃ الاحمدیۃ

شعر

من از آن حسن روز افزوں کہ یوسف داشت دانستم
کہ عشق از پردۂ عصمت بروں آرد زلیخا را

تعریف شوکت حسب کتب لغات

شاکۃ الشوکۃ شوکا اصابتہ و دخلت فی جسمہ * والشوکۃ ایضاً قرحۃ خبیثۃ مولمۃ محدث غالباً فی ابہام الید * حضرت شوکت کا یہ انقلاب کیوں ہوا اس لیے کہ الہام قدیم تھا انی مہین من اراد اہانتک صدق اللہ تعالیٰ و سیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون۔ واضح ولائح خاطر عاطر ناظرین ہو کہ ایک عالم اس امر کا عالم ہے کہ الہام مذکورہ حضرت مجدد الوقت مسیح موعود و مہدی مسعود علیہ السلام کا مدۃ دراز ۲۳ یا ۲۴ سال سے دنیا میں شائع ہو رہا ہے۔ الحمد ہزاروں آدمیوں نے اسکا پورا ہونا متعدد نشانوں سے متعدد مقاموں میں اور متعدد اشخاص میں مشاہدہ کر لیا ہے صدق اللہ تعالیٰ کل یوم ھو فی شان اگر کسی مخالف نے اس مامور کی علم کی تذلیل کرنی چاہی جو مصداق علمناہ من لدنا علماً کا ہے تو خود اس مخالف کے علم کی پردہ دری ہو گئی۔ اور اگر کسی نے عدالت فوجداری میں ذلیل و ماخوذ کرانا چاہا تو ملائکۃ اللہ کی فوج در فوج مخالفین کی تذلیل کے لیے منجانب اللہ فوجدار ہو کر متعین ہو گئے اور اگر عدالت دیوانی میں کسی مخالف دیوانہ نے اسکی اہانت چاہی تو خود وہ مخالف ایسا ذلیل و ذلیل ہوا کہ دیوانی سے نوبت اسکی بدیوانگی پہنچ گئی اور جس نے مدعی الہام بنکر الہاماً اسکا مقابلہ کیا تو ایات الرحمن نے اسکے دساوس کا تمام تار و پود اُدھیڑ دیا اور اگر اسکے کلام معجز میں کسی نے اپنی جہالت اور کج فہمی سے کوئی بیجا نکتہ چینی کرنی چاہی تو وہ خود گرداب اغلاط میں ایسا پھنسا کہ پھر اس گرداب سے نکل نہ سکا اب ناظرین غور فرما دیں کہ مخالفین مدعیان علم و فضل کا اس خارستان اغلاط میں پھنس جانا کسقدر موجب انکی اہانت کا ہے مگر اسکا کیا علاج کہ خود کردہ را علاجے نیست ایک مثل مشہور ہے غرضکہ نظائر اور شواہد ہیں مامورین اللہ کے مخالفین کے اہانت کی عجیب شیون مختلفہ اور متعددہ بحکم کل یوم ھو فی شان کے ظہور میں آتی ہیں ان چند سطور میں مفصلاً کب منضبط ہو سکتی ہیں بالفعل ایک نظیر حضرت شحناء و شوکت کی اس خارستان اغلاط میں پھنسنے کی ناظرین کے روبرو پیش کرونگا انشاء اللہ تعالیٰ جو بوجہ ارتکاب اس بغض و شحناء کے جو انکو حضرت مسیح موعود و مہدی مسعود علیہ السلام کے ساتھ ہے وہ حضرت مصداق شاکۃ الشوکۃ کے ہو گئے ہیں۔ اور ایک طفل مکتب کے اشتہار کو اپنے ضمیمہ ذمیمہ میں بڑے فخر کے ساتھ نقل کر کر لکھتے ہیں کہ مولانا ثناء اللہ

صاحب نے بہت معقول تحریر فرمایا ہے خیر آپ کے مولانا صاحب سے تو بعد انقضا اس میعاد کے جو حضرت اقدس نے انکو عطا فرمائی ہے بعض مواخذات اور مطالبات خود انکی کھلی چٹھی کی بموجب کیے جاوینگے بالفعل آپکی شوکت کی شان جو شاکۃ الشوکۃ کی مصداق ہو گئی ہے دکھلائی جائیگی انشاء اللہ تعالیٰ اگر اس تنبیہ کے بعد آپنے اپنے بغض و شحناء سے بتضرع و انکسار الہی رجوع کیا تو فبہا و نعم ما ہو

چوں خدا خواہد کہ ماں یاری کند
میل مارا جانب زاری کند

ورنہ یاد رکھیے کہ الشوکۃ قرحۃ خبیثۃ مولمۃ محدث غالباً فی ابہام الید کے آپ مصداق ہو جاوینگے ولیس علی لیشنر به انفسہم

چوں خدا خواہد کہ پردہ کس درد
میلش اندر طعنہ پاکاں برد

اگرچہ ہم مدۃ سے سنتے تھے کہ آپ کا ضمیمہ ذمیمہ مخالفت میں حضرۃ اقدس کے مدۃ سے شائع ہو رہا ہے جسمیں سوائے سب و شتم کے کوئی علمی مسئلہ موجود نہیں ہوتا مگر ابتک صرف سماع ہی تک نوبت پہونچی تھی کسی ضمیمہ کا مطالعہ نہیں کیا گیا تھا کیونکہ ہمکو حضرۃ اقدس کی ممانعت تھی اور اتباعاً للسنۃ حسنی سب و شتم کا جواب ہرگز نہ دینا چاہیے لیکن جبکہ ضمیمہ جسمیں اعجاز احمدی پر آپنے اپنی لیاقت مجددیت السنۃ مشرقیہ کی ظاہر فرمائی ہے اور ہر جگہ اعوجاج اور کجی کو اختیار کیا ہے جب مطالعہ کیا تو بحکم

الساکت عن الحق شیطان اخرس

خاموش رہنا بغیر اظہار حق اور ابطال باطل کے نامناسب معلوم ہوا کہ الساکت عن الحق شیطان اخرس وار ہست العجب و ما ادریک ما العجب یہ مجدد السنۃ مشرقیہ کا اور اعجاز احمدی پر تعلیق لکھنا اور پھر ایک طفل مکتب کو مولانا قرار دینا

شرم بادت ازیں مسلم حق گرچہ مواسا نکند
چونکہ از حد گذرد کند

اولاً اسجگہ مجھکو یہ بھی مناسب معلوم ہوتا ہے کہ پہلے انکی صفت شحناء اور وصف الشوکۃ قرحۃ خبیثۃ مولمۃ آہ کے کچھ اور تعریف بھی کی جاوے جیسی کہ آپکے ہاتھ کی لکھی ہوئی ہو اے ناظرین یہ حضرت شوکت و شحناء وہی ہیں کہ سابق اس سے حضرۃ مسیح موعود کی عناد و مخالفت کے سبب آنحضرۃ صلی اللہ علیہ وسلم کی تحدیث سے انکار کر کر بڑے شور کیساتھ وصف محمدیۃ یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب کرتے تھے و نعوذ باللہ یہ تکذیب و انکار اگرچہ انکے کلام میں منطوقاً نہ ہو لیکن التزاماً او بہ مفہوماً انکے کلام سے بخوبی سمجھی جاتی ہے جبتک اس مفہوم کا انکار نہ کریں تب تک اس تکذیب سے بری نہیں ہو سکتے لیکن آجتک اس تکذیب و انکار سے جو مفہوماً ہی ہی تو یہ بھی نہیں کی شحناء عظیم جو خصہ ہے پس ایسے شحناء سے کیا بعید ہے کہ جری اللہ فی حلل الانبیاء کی تکذیب کریں جو بروز محمدی ہیں علیہ الصلوٰۃ والسلام بلکہ ایسی شوکۃ و شحناء سے تو یہ بھی بعید نہیں ہے کہ اللہ کی الوہیت کے بھی مکذب اور منکر ہو جاویں و نعوذ باللہ الکریم من ہذہ الشحناء العظیم۔ اور آپنے جسکو مولانا کر کر تحریر فرمایا ہے اسکو تو یہ حسن یا حسن الاقوال آزاد کر کر مولا غناقہ کا مرتبہ عصوبۃ حاصل کر چکے ہے مگر جبکہ اب وہ خود بخود پھر ماخوذ و گرفتار ہو گیا تو اس میں میرا کیا قصور ہے بقول شخصے خود کردہ را علاجے نیست خیر بعد انقضا میعاد مہلت عطیہ حضرۃ اقدس اسکو بھی دیکھا جاویگا بالفعل آپکی اس تعریف مذکورہ محررہ دستخط خاص کے بعد آپکے قول کو بلفظ قول شحناء ہم نقل کرینگے اور رد اسکا زیر عبارۃ قول احسن کے لکھیں گے تاکہ ناظرین بحکم الذین یستمعون القول فیتبعون احسنہ کے احسن الاقوال کو اختیار کر کر اسکا اتباع کریں اور قول شحناء ترک کر کر مردود سمجھیں۔

قول شحنا ۔ ایڈیٹر شحنہ ہند جنوری ۱۹۰۳ء عربی قصیدہ بالمقابل لکھکر پیش کریگا **قول احسن** کیوں حضرۃ کیا یہ فقرہ مثل نہیں ہوئی کہ گھر گھوڑا اور نخاس مول ۔ الحضرت اعجاز احمدی جو پانچ روز میں لکھا گیا ہے اسکو تو معیار صدق وکذب منجانب اللہ اور مامور من اللہ ہونیکا قرار دیا گیا ہے کیونکہ انسانی طاقت سے یہ بات باہر ہے کہ کوئی کتاب نظم مع النثر پر از معارف وحقائق قرآنی ولطائف ودقائق فرقانی مع تضمن ادلہ قاہرہ شرعیہ وعقلیہ کے تھوڑے سے عرصہ کی تصنیف کرکرا اور پھر چھپا کر دنیا میں شائع کر دیجاوے پس جبکہ آپ مدۃ دو تین ماہ یا زائد میں کوئی قصیدہ بالمقابل اُس کتاب کے کذائیہ کے لکھکر پیش کرینگے تو وہ مقابل اُس کتاب موصوف بصفات کذائیہ کا کیونکہ ہو سکے گا تلک اذا قسمۃ ضیزی کیا پانچ روز کے مقابلہ میں ۲۲ و ۲۳ روز کی مہلت تھوڑی تھی اب فرماتے کہ ڈھائی یا تین ماہ میں صرف لکھنے نام اکثر نفیشہ کا بغیر نقض دلائل شرعیہ وعقلیہ کے جو اعجاز احمدی میں مذکور ہیں لکھنے کا وعدہ کرنا آپکی طرف سے بیت بازی ہوئی جو **الشعراء یتبعھم الغاون** کا مصداق ہے یا کلام معجز منجانب اللہ ہوا آپنے تو اسی ضمیمہ میں خود فتوی دیدیا ہے کہ معجز وہ کلام ہے جو خدا کیجانب سے بطور وحی اور الہام کے نازل ہو لہذا آپکے خود اقرار سے اسکا منجانب اللہ ہونا ثابت ہوگیا کیونکہ طاقت انسانی سے باہر ہے ورنہ پھر آپ بھی ویسی ہی کتاب پر از معارف متضمن دلائل عقلیہ ونقلیہ کے اندر میعاد ۲۲ یا ۲۳ روز کے باوجود دعوے مجددیت السنہ مشرقیہ کے کیوں نہیں لکھ سکے پھر حضرۃ مصنف اعجاز احمدی کو تو مشاقی وتمرین لسان عرب اور علم ادب کا بھی کچھ دعوی نہیں صرف دعوے استجابۃ دعا کا بسبب مامور من اللہ اور منجانب اللہ ہونیکے ہے وبس پھر بیان فرمائیے کہ بفرض تسلیم اگر ڈھائی تین ماہ میں محنت کرکر جو آپنے ایک بیہودہ قصیدہ لکھا تو یہ بیت بازی آپکی طرف سے ہوئی جو **والشعراء** آہ کے مصداق ہیں یا حضرۃ اقدس کیطرف سے جو **الا الذین امنوا وعملوا الصلحت وذکروا اللہ کثیرا** میں مذکور ہیں اور بیت بازی کی نسبت تو آپ خود بھی فتوی دیچکے ہیں کہ **والشعراء** آہ ایت جن شاعروں کا آپنے اس ضمیمہ میں ذکر فرمایا ہے ہم تسلیم کرتے ہیں کہ وہ بالضرور غاوون میں داخل ہیں کیونکہ اُنکے اشعار وقصائد میں بجز مقدمات خیالیہ ووہمیہ یا انواع تشبیہات بیہودہ دور از صدق وثواب یا تمریق اعراض ناس منہی عنہ یا جرح وقدح فی الانساب یا مدح وثنا غیر مستحقین یا افتخار بالباطل وغیرہ کے اور کچھ نہیں پایا جاتا ہے بخلاف حضرۃ اقدس کی کتب مصنفہ منظومہ یا منثورہ کی جنمیں بجز معارف حقائق قرآنی اور لطائف ودقائق فرقانی یا اعلاء کلمۃ اللہ اور نعت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ارشادات وہدایات الصراط المستقیم کے اور کچھ نہیں موجود ہے دیکھو اُن کتب

اور پڑھو اول سے اخیر تک اعجاز احمدی کو ایسی کلیمہ اللہ تعالی نے اپنے کلام پاک میں انکا استثنا ارشاد فرمایا ہے کما قال اللہ تعالی **الا الذین امنوا وعملوا الصلحت وذکروا اللہ کثیرا** اگر آپ کہیں کہ حضرۃ اقدس نے بھی علماء اُمت کو یہودی وبدذات وکذا وکذا بطور ہجو کے لکھا ہے **فما الفرق بین الشعراء الغاوین وبینہ** تو اسکا جواب بھی اسی آیۃ کے آگے مذکور ہوا ہے کیونکہ حضرۃ اقدس نے بھی ان امور کی ابتدا نہیں کی ہے بلکہ مخالفین ہی بادی ہیں والوزر علی البادی **کما قال اللہ تعالی وانتصروا من بعد ما ظلموا وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون** آخر آیۃ میں اللہ جل شانہ نے انہیں ظالموں کی ناکامی اور رسوائی کیلئے وعید فرمادیا ہے جو انواع انواع سے ایذائیں پہونچانیکے بادی ہوتے تھے اور انکا **الذین ظلموا** کے نام سے نامزد فرمادیا ہے غور سے تم قرآن مجید کو اور پھر مطالعہ کرو حضرۃ خاتم النبین صلعم کی طرح زمانہ تنزیل کو لہذا آپکا آیۃ **والشعراء** آہ جسکے آپ ہی مصداق ہیں بغیر استثناء **الا الذین امنوا** آہ کے مطلقاً مذمت شعر میں لکھنا **لا تقربوا الصلوۃ** کا مصداق ہے یا نہیں جسکے مصداق حضرۃ اقدس ہوتے ہیں ۔ آگے یہ جمع کرنا دس ہزار روپے کا یا پانچ ہزار روپیہ کا سو یعنی سکی کہ آپکے مولانا نے بعد انقضاء میعاد مہلت کے بعض مواخذات کا جواب طلب کیا جاوے اور پھر انکیطرف سے جواب باصواب آجاوے مبالغ مذکورہ جمع کیجاوینگی انشاء اللہ اور اعجاز احمدی میں عرب کو کسی جگہ مستثنی نہیں کیا گیا اس تحدی میں وہ بھی مخاطب ہیں **وما ارسلنک الا رحمۃ للعلمین** الہام موجود ہے اور سایر کتب تحدیہ میں انکو ساتھ ہی تحدی کیگئی ہے ۔ **قول شحنا** ضمیمہ صفحہ ۲ مرزاجی نے ارض کو مخاطب بنایا ہے حالانکہ خدا کے سوا دوسرے کو حاضر سمجھکر پکارنا شرک ہے اور اگر آپ فرمادیں کہ قرآن مجید میں **یا ارض ابلعی ماءک** تو یہاں کفار کے عذاب دینے کو زمین کو حکم کیا گیا ہے چنانچہ زمین وہ حکم بجالائی مگر موضع مدکی زمین (جسمیں مولوی ثناء اللہ صاحب کے چند مرزائیوں کا مناظرہ ٹھہرا تھا مگر مرزائی میدان سے بھاگ گئے) مرزاجی کی مامور نہیں اور نہ اُسنے یا مرزاجی کے مخالفوں کو کوئی نقصان پہونچایا تھی **قول احسن** یہ اعتراض کیسی جہالت سے ناشی ہوا ہے کہ ارض کو مراد خود ارض کو سمجھا گیا حالانکہ قرآن مجید میں جسکی بلاغت اور فصاحت اسی ضمیمہ میں معترض کو مسلم ہے متعدد مقاموں پر ارض سے مراد اہل ارض اور قریہ سے اہل قریہ بحذف مضاف مراد لیا گیا ہے قال اللہ تعالی **وان من قریۃ الا نحن مھلکوھا او معذبوھا قبل یوم القیمۃ** ۔ ایضا **الم غلبت الروم فی ادنی الارض** آہ ۔ وغیر ذلک من الشواہد الکثیرۃ التی لا نعمی فی ھذا القرطاس اور جناب پر جناب یہ ہے کہ غائب کا مخاطب کرنا مطلقاً شرک قرار دیتا ہے حالانکہ تمام مکاتیب سلف صالح بین غائبین مکتوب الیھم کو زمانہ خیر القرون سے لیکر آجتک مخاطب کیا گیا ہے اور بصیغہ خطاب ہی غائبین

کو یاد کیا جاتا ہے کسی آیۃ یا حدیث سے مکاتیب میں مکتوب الیہم کو غائبین کو بصیغہ خطاب مخاطب کرنا منع نہیں کیا گیا بلکہ جس مکتوب کو اللہ تعالی نے کتاب کریم فرمایا ہے اُسمیں بھی ایسا ہی صیغہ خطاب کا موجود ہے **انہ من سلیمن وانہ بسم اللہ الرحمن الرحیم الا تعلوا علی واتونی مسلمین** وغیر ذلک من الشواہد التی جارت فی الاحادیث ایضا ومکاتیب السلف الصالح معہذا کوئی عاقل مکتوب الیہم غائبین کو حاضر ناظر ہی نہیں سمجھتا ہے اور تیسری جہالت یہ کہ فرماتے ہیں کہ مخالفین مذکور کو کوئی نقصان نہیں پہنچا یا پھر قد قال بصیغہ ماضی کہنا غلط ہوگیا معترض نے یہ بھی نہیں سمجھا کہ مامورین اللہ کے مخالفین کیلئے جو ہلاکت کی پیشگوئی ہوتی ہے خواہ وہ بعد الموت ہی وارد ہو وہ انکی نزدیک ایسی ہی محقق ہوتی ہے کہ بسبب تیقن کی بصیغہ ماضی ہی اسکا تعبیر کیا جاتا ہے ولیعلم ہوتا ہے بصیغہ استقبال ۔ قرآن مجید میں ایسے شواہد صدہا موجود ہیں اور پھر معترض عنا کیا جواب دیویگا اس آیۃ کا **ان الذین یاکلون اموال الیتمی ظلما انما یاکلون فی بطونھم نارا** ۔ وغیر ذلک من الآیات الکثیرۃ ۔ اسیطرح کیا ابتک بھی شوکت صاحب مضمون الشوکۃ فرحۃ خبیثۃ الخ کے مصداق نہیں ہوئے **قول شحنا** اسی صفحہ سطر نو میں دیکھو ۔ ترکیب نحوی غلط ہے اگر صیدا کذوبا مصدا کی صفت ہیں تو موصوف صفت کا ایک ہونا چاہیے حالانکہ صیدا موصول ہے باعث معرفہ کذوبا مصدا نکرہ ہے اور اگر بدل قرار دیجیگا تو بدل اور مبدل منہ کا بھی تعریف وتنکیر میں ایک ہی حال ہوتا ہے اور اگر کذوب موصوف اور مفسدہ اور صیدہ صفت ہے تو تعجب ہے کہ ایک صفت نکرہ اور ایک معرفہ مصرعہ ثانیہ میں اخفرہ کی جگہ صیدہ موزون ہے کیونکہ صیدہ کے معنے جسطرح شکار کے ہیں شکار کردن کے بھی ہیں **قول احسن** افسوس کہ اس لیاقت نحوی پر الہامی کلام پر اعتراض کیا جاتا ہے معترض کو شرح جامی بھی یاد نہیں رہی قاعدہ بدل اور مبدل منہ کا اسمیں موجود ہے **ویکونان ای البدل والمبدل منہ معرفتین نحو ضرب زید اخوک ونکرتین نحو جاءنی رجل غلام لک ومختلفین نحو بالناصیۃ ناصیۃ کاذبۃ وجاءنی رجل غلام زید انتہی موضع الحاجۃ** کیا اس عبارۃ میں لفظ مختلفین سے جاءنی رجل غلام زید تک آپنے نہیں پڑھا گیا اور صورۃ کیا اب بھی آپ الشوکۃ فرحۃ خبیثۃ الخ کے مصداق نہیں ہوئے اور کیا ابتک بھی الہام **انی مھین من اراد اھانتک** صادق نہیں آیا ۔ حضرت جس لفظ کو آپ صیدا پڑھتے ہیں وہ

حضرۃ اقدس کی اچھوتی اور پرانی تحریریں

نکتہ معرفت

بدانکہ اللہ تعالیٰ سہ گونہ صفات خود بر خلق می دارد۔ یکے ایجاد کردن و پرورش کردن۔ دوم مہربانی و شفقت زیرا کہ حفاظت بجز مہربانی متصور نیست۔ سوم جزائے نیکان نیک دادن و پاداش بدان بد۔

پس بداں اَرۡشَدَکَ اللّٰہُ تَعَالٰی کہ این ہر سہ صفات درین سورہ فاتحہ بدین نہج بیان شدہ است اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ ۝ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ۝ مٰلِکِ یَوۡمِ الدِّیۡنِ پس مظہر صفت ربّ العٰلمین اول بنی اسرائیل شدند و مظہر صفت الرحمٰن الرحیم نصاریٰ و مظہر صفت مالک یوم الدین اسلام و اہل اسلام و این آخر صفت جامع سہ صفات بوجہ کمال است (آگے حضرۃ اقدس نے اردو میں تحریر فرمایا ہے۔ ایڈیٹر) اب بیان پہلی صفت کا یہ ہے کہ ظاہر ہے خدا تعالیٰ نے کس کس طرح سے بنی اسرائیل کی پرورش کی اور کیونکر انکو قوموں سے انتخاب کرکے برگزیدہ کیا اور آسمان سے انکو روٹیاں اور پتھروں سے انکو پانی پلایا۔ اول خدا تعالیٰ نے دشت سینا میں چالیس برس تک آسمان سے روٹی بھیجی اور دوسرا مظہر تھا عیسیٰ مسیح کے لیے جو بن باپ پیدا ہوا پھر بعد اس کے خدا نے پتھروں سے پانی نکالا اور وہ نمونہ بواسطہ ظہور خاتم الانبیاء کے تھا کیونکہ خدا نے بت پرستوں اور امیوں سے انکو پانی پلایا اور پانی کی مثال اس لیے بھی دی ہے کہ اسمٰعیل کے لیے بھی پانی ہی نکلا تھا۔

اور اسی ضمن میں وہ پیشگوئی بھی ہے کہ پتھر بے وسیلہ ہاتھوں کے تراشا گیا۔ اور یہی وہ پیشگوئی ہے جو انجیل میں ہے کہ خدا پتھروں میں سے ابراہیم کے لیے اولاد پیدا کرسکتا ہے سو اس نے بت پرستوں میں سے ابراہیم کے لیے اولاد پیدا کی۔

ایک سوال کا لطیف جواب

اگر کوئی یہ سوال کرے کہ کسطرح سمجھا جاوے کہ معجزہ صدق دعویٰ پر دلیل ہے اسکا جواب یہ ہے کہ معجزہ کی غرض تو یہ ثابت کرنا ہوتا ہے کہ یہ شخص خدا کیطرف سے ہے اور خدا اپنے کاموں سے شناخت کیا گیا ہے سو یہی سے ایسے کام کہ وہ خدا ہی کرسکتا ہے ظہور میں آتی ہیں پس ثابت ہوجاتا ہے کہ وہ خدا کے کام ہیں اور وہ شخص خدا کا نبی کہلاتا ہے اور خدا کے کام دنیا میں تین قسم کے ہیں یا وہ کام ہیں کہ اسکی ربوبیت پر دلالت کرتے ہیں اور یا وہ کام ہیں کہ اسکی رحمت اور فضل پر دال ہیں اور فرق ربوبیت اور رحمت میں یہ ہے کہ ربوبیت عام ہے اور رحمت خاص کیونکہ جب خدا نے ایک کو عدم سے پیدا کرکے برگزیدہ کیا اور اس کے لیے سب سامان مہیا کردیے تا وہ پرورش پاوے یہ ربوبیت ہے اور جب خدا نے ہلاکت سے بچا کر عوض عذاب کے نعمت نازل کی تو یہ رحمت ہے اور سارا جہان اسکی رحمت سے زندہ ہے کیونکہ کوئی متنفس اس کے آگے بجگاہ نہیں ٹھہر سکتا۔

تیسرا کام پروردگار کا یہ ہے کہ وہ مالک جزا و سزا کا ہے اور یہ تیسری صفت بوجہ اکمل ہونیکے ہر دو صفات سابق کو بھی پورا کرتی ہے اب جاننا چاہیے کہ جس طور کا نبی ہوتا ہے اکثر اور زیادہ اس طرز کے معجزات اس سے ظہور میں آتے ہیں اس لیے موسیٰ سے وہ معجزات ہوئے جن میں یہ مطلب تھا کہ تا بنی اسرائیل کو فرعون کے ہاتھ سے خلاصی کر اپنی تربیت خاص سے انکو پرورش کرے اور حقیقت میں وہ سب معجزے جو موسیٰ نے فرعون کے سامنے دکھلائے سب کے سب اسی قسم کے تھے جنسے اصلی مطلب یہ تھا کہ خدا اسطرح زور آور ہاتھ سے جنگ کرکے اور خونی نشان دکھلا کر اپنے بندہ کو دشمنوں کے ہاتھ سے خلاصی دیتا ہے سو اس میں کمال تربیت انکی پائی جاتی ہے بعد اسکے پتھروں سے پانی اور آسمان سے روٹی چالیس برس تک ادنیٰ تا معلوم کریں کہ خدا انکا مربی اور تربیت کرنیوالا ہے

غرض خدا نے ابتدا سے آخر تک بنی اسرائیل سے ایسے کام کیے جنسے ارباب فطنت کو یقین کلی آتا ہے کہ خدا نے بنی اسرائیل کی تربیت کی بعد اس کے حضرت عیسیٰ پیدا ہوئے اور ان سے اس قسم کے معجزات ہوئے جنسے خدا کی رحمت ثابت ہوتی ہے اور ان کے حق میں وارد ہوا ہے وَرَحۡمَۃً لِّبَنِیۡۤ اِسۡرَآءِیۡلَ یعنی یہ بنی اسرائیل کے لیے رحمت ہے سو اس لیے خدا نے مسیح کا نام رحمت فرمایا کہ اس کے ظاہر کرنے سے یہ مقصود تھا کہ بنی اسرائیل خدا کی قدرت قدیم پر ایمان لاکر دل سے اسکی طرف متوجہ ہوں سو مسیح سے اس قسم کے معجزات صادر ہوئے اور خاتم الانبیاء کو پہلی دونوں صفتوں کی جامع صفت مالک یوم الدین کے ماتحت بھیجا تا وہ ان لوگوں کو زندہ کرے جو مرچکے تھے۔ اس لیے آپ کے معجزات سب سے بڑھ کر اور روشن تر اور صاف تر ہیں۔

نوٹ۔ پانی کی مثال قرآن شریف اور الہامی کتابوں میں ہمیشہ شریعت سے دی جاتی ہے اور ثبوت نبوۃ در الہام میں اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ اسی مثال کو لیا ہے۔

پس یہ کیسی عظیم الشان پیشگوئی ہے حضرۃ حجۃ اللہ کی تحریروں یا تقریروں میں یہ نکتہ پہلے نظر سے نہیں گذرا۔ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ ہم سب سے پہلے خوش نصیب ہیں جو اس نکتہ کے اشاعت کی توفیق پاتے ہیں جس قدر انسان اس میں فکر کرے گا وہ بڑی لذۃ سے اسکو پڑھے گا۔ ایڈیٹر

چندہ توسیع مکان

توسیع مکان کا چندہ خدا کا شکر ہے کہ جلد جلد آرہا ہے چار سو روپیہ سے زیادہ کی لکڑی خرید چکی ہے دوسرے اشیاء کی فکر ہے مولوی عبد الکریم صاحب کے نام یہ چندہ آنا چاہیے اور منی آرڈر کے کوپن پر لکھنا چاہیے کہ توسیع مکان کا چندہ کیونکہ لنگر کا روپیہ بھی انہی کے پاس آتا ہے۔ اور یہ چندہ لنگر کے چندہ سے الگ ہے +

ندوۃ العلما کا نواں اجلاس

اور

ہمارے ریمارک

(نمبر ۶)

ہم نے گذشتہ نمبر میں مولوی حبیب الرحمن کی تقریر پر ریمارک کرتے ہوئے بتایا ہے کہ رفع اختلاف صرف ندوہ کا دعوی ہی دعوی ہے اس کے پاس کوئی ایسا ذریعہ نہیں جس سے وہ اس میں کامیاب ہو۔ اس سے بڑھ کر ہماری اس رائے کے مضبوط و مستحکم ہونے کی کیا دلیل ہو سکتی ہے کہ سر جیمز لا ٹوش لفٹنٹ نے بھی ندوہ کے ایڈریس کے جواب میں اپنی یہی رائے ظاہر کی اور لاہور کے مشہور اخبار پیسہ نے بھی اس امر کو تسلیم کر لیا کہ وہ لاٹ صاحب بہادر کے سامنے اور یہی حالات کو ثابت کر آئے۔

شتہ نہیں حقیقۃ الحال ہی یونہی ہے ندوہ نے کوئی کام نہیں کیا اور نہ کوئی اس سے توقع ہو سکتی ہے نہ صرف ندوہ بلکہ ہماری رائے میں یہ بنام نہاد مجلسیں اس دعوی میں کامیاب ہی نہیں ہو سکتی ہیں ہمکو یاد پڑتا ہے کہ ۱۸۹۸ء میں کلکتہ کے اخبار حبل المتین نے ایک تحریک کی تھی جسکی تائید اکثر اخبارات میں ہوئی تھی بلکہ بلاد اسلامیہ کے بعض اخبارات میں بھی اس مسئلہ پر بحث چھڑی تھی اور پر زور آرٹیکل لکھے گئے تھے اور وہ تحریک یہ تھی کہ مسلمانان روئے زمین کے چند معزز و مقتدر علماء اسلام باہم ہر سال کسی مقام پر اکٹھے ہو کر مسلمانوں کی بہتری کے سوچنے اور شیعہ اور سنی مسلمانوں کے باہم اتحاد پیدا کرنیکی کوشش کیا کریں۔

یہی تحریک مختلف اوقات میں مختلف رنگوں میں مسلمانوں کے سامنے پیدا کی جاتی رہی ہے اور ندوہ نے بھی اسکو اپنے مقاصد میں داخل کیا ہے اور مولوی حبیب الرحمن صاحب نے اپنی تقریر میں تو یہ کہہ ہی دیا کہ ندوہ نے یہ کام کیا ہے ہم انہیں ریمارکوں میں بتا چکے کہ ندوہ نے کیا کیا ہے؟ مگر ابھی ہمکو ایک اور بات اسی کے متعلق ضمناً کہنی ہے۔ غرض یہ محمڈن انٹرنیشنل کانفرنس کے متعلق تحریکیں ہو رہی تھیں۔ لاہور کے ہمعصر پیسہ اخبار نے اس کانفرنس کی خوبیوں کا اعتراف کرتے ہوئے یا اسکی ضرورت کو ثابت کرتے ہوئے بتایا کہ یہ کانفرنس ام القری یعنی مکہ میں ہونی چاہیئے علیگڈھ کی پارٹی کی طرف سے حاجی محمد اسماعیل خان نے ایسی کانفرنس کے انعقاد سے پولیٹیکل نقصانات کا اندیشہ ظاہر کیا بہرحال کثرت رائے اسطرف تھی کہ ایسی کانفرنس کی اشد ضرورت ہے۔

اسوقت ہم نے بھی بذریعہ الحکم اپنی رائے کا اظہار کیا تھا جو الحکم نمبر ۲۸-۲۹ مورخہ ۲۰ و ۲۷ ستمبر ۱۸۹۸ء میں طبع ہو چکی ہے اسکا اس سے تعلق ہے اسلیے غیر ضروری نہیں بلکہ مناسب ہوگا اگر ہم اس رائے کو یہاں کوٹ کر دیں اور وہ یہ ہے:-

میں نے بھی اس معاملہ پر خوب غور کیا اور باوجودیکہ مجھے توجہ دلائی گئی کہ میں اپنی رائے ظاہر کروں ابتدا میں نے مصلحتاً مناسب سمجھا کہ کسی قسم کی رائے دوں کیونکہ میری سمجھ میں ہی نہیں آتا کہ ایسی کانفرنس قائم ہو کیونکر سکتی ہے؟ میں اس امر کو نیک فال سمجھتا ہوں کہ مسلمانوں کے مختلف فرقوں میں اتحاد ہو۔ اور وہ وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيعًا پر عمل کریں مگر میرے خیال میں یہ وحدت ارادی کی روح کسی مجمع یا کمیٹی سے پیدا ہو سکتی نہیں جا سکتی ہاں ایک شخص اس قسم کی روح مسلمانوں میں پھونک سکتا ہے جو نہ صرف مبنی نہیں بلکہ آسمانی ہو۔ یہ کام اپنا غیر نہیں تو غیر کا نہیں بلکہ یہ ایک مامور من اللہ ہی کا کام ہے اور خدا تعالیٰ کا شکر ہے کہ اسوقت ایک نذیر دنیا میں آ گیا ہے اور اس کے ساتھ تعلق پیدا کرنے والی جماعت نے عملی طور پر دکھا دیا ہے کہ ایسا اتحاد جو ماں جائے بھائیوں میں ہونا چاہیے اس کے ساتھ تعلق پیدا کرنے سے ہو سکتا ہے پس میں اس امر کو با آواز بلند کہنا چاہتا ہوں کہ جو لوگ مسلمانوں کے باہمی تفرقہ پردازی اور انکی حالت زار کو محسوس کرتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ اسلامی اخوت اور یگانگت کی روح پھونکیں تو وہ اس امام سے اپنا تعلق پیدا کریں اور پہلے خود تجربہ کریں پھر قوم کو اس مفید نسخہ کی طرف توجہ دلائیں تو البتہ وہ کامیاب ہو سکتے ہیں اور سچا اتحاد قائم ہو سکتا ہے ورنہ میں نہیں سمجھ سکتا کہ ایک شیعہ صحابہ رضی اللہ عنہم سے بیزاری ظاہر کرتا ہوا کیونکر صدق دل سے ایک سنی مسلمان سے جو انکا دل و جان سے مداح ہے مل سکتا ہے اور ایسا ہی ایک سنی کیونکر ان تبروں کو سنتا ہوا شیعہ سے مل سکتا ہے اگر ایسا ہو تو وہ مداہنت اور نفاق کے طور پر ہوگا جو اور بھی برا اثر پیدا کرے گا۔ ہاں اگر سچا اتحاد ہی ہو تو پھر سمجھا جاوے کہ مذہب کو خیر باد کہنا ہوگا "۔ یہ ہمارا رائے ہے جو ہر وقت ہم نے ایسے اتحاد کے متعلق ظاہر کی تھی، اور خدا کا فضل ہے کہ ابتک ہم اس رائے پر قائم ہیں اور وہ لوگ جو ایسی انٹرنیشنل کانفرنس بنانا چاہتے تھے وہ اسمیں اسی طرح ناکام رہے جیسے ہم نے بڑی غور و فکر کے بعد ظاہر کیا تھا۔

لاہوری شیعہ مجتہد مولوی سید علی حائری سے حال میں ہمکو ملنے کا اتفاق ہوا۔ بہت سی باتوں کے بعد ہم نے ان سے رخصت ہوتے وقت جو سوال کیا تھا وہ عام ناظرین کے فائدہ کے لیے اور خصوصاً اسوجہ سے کہ اس مضمون سے اسکا تعلق ہے یہاں درج کرتے ہیں اور جو جواب

انھوں نے اسوقت دیا ہے کہ ہم لکھد یتے ہیں تاکہ پبلک کو اندازہ کرنے کا موقعہ ملے کہ یہ انگریزی خواں ہیں ان کا دین سے کہانتک تعلق ہے اور دنیا سے کہانتک علاقہ!

ہم نے ان سے پوچھا کہ آپ نے حجۃ شاہدہ میں مسلمانوں کو اتفاق کی بڑی تاکید کی ہے کہ وہ باہم متفق ہو کر حضرت اقدس مرزا صاحب کی مخالفت کریں۔ کیا آپ بتا سکتے ہیں کہ وہ طریق کونسا ہے جس سے آپ مختلف فرقوں کے درمیان اتحاد پیدا کر سکیں ؟ مولوی سید علی حائری نے اس کا جو جواب دیا افسوس ہے کہ ناظرین کو بہت ہی مایوس کرنے والا ہے۔

انھوں نے فرمایا کہ میری اس سے صرف غرض یہ ہے کہ جیسے ہم لوگ ہندوؤں یا دوسرے مذہب والوں سے ملتے ہیں اور اخلاق سے پیش آتے ہیں ایسے ہی آپس میں پیش آویں۔ اور علمی باتوں کا ذکر تک نہ کریں۔

اس پر اسے زنی کرتی ہم ناظرین پر ہی چھوڑ دیتے ہیں کہ یہ غرض یا باہمی اختلافات مٹانے کا دعوی کرنا آسان ہے اور کر کے دکھانا مشکل۔ مزاوزیر تیمیر لا نوحق نے ندوہ کے ایڈریس کے جواب میں جو کچھ کہا اُس کا کیا فرمایا ہے + مولوی حبیب الرحمن خاں نے اپنی اس تقریر میں نری لفاظی سے بہت کام لیا اور کچھ پیش نہ کیا اگر ندوہ اس مقصد میں کامیاب ہوا تھا تو اسے چاہیے تھا کہ وہ لاٹ صاحب کے جواب میں اس اتحاد کو پیش کرتا۔ مگر یہ تقاضا ہی نہیں تو بتانا کیا

ہم نے ابھی مضمون میں ذکر کیا ہے کہ ندوہ نے جو کیا ہے وہ بھی ہم بتائیں گے وہ یہ ہے کہ ندوہ کے اجلاس میں بہت سی باتیں ایسی ہوتی تھیں جو خلاف شرع اور اسلام کی ہتک کرنے والی تھیں مگر ندوہ نے اس پر نوٹس نہ لیا ہم مثال کے طور پر دو کا یہاں ذکر کر دیتے ہیں اور تفصیلاً ان کو اپنے اپنے مقام پر لکھیں گے۔

ایک نئی روشنی کے نوجوان نے اپنے لیکچر میں مذہب کا نام مذہبی تخیلات رکھا۔ جس سے بڑھ کر کوئی ہتک کرنے والا لفظ اسلامی عقائد کے لیے نہ ہوگا۔

اور ایک مولوی صاحب نے اذان کی آواز سنتے ہی بجائیکہ وہ ٹھیک وقت پر دی گئی تھی۔ موذن ہانک بے ہنگام بر داشت کا قابل نفرت مصرعہ پڑھا۔ در سلسلہ عالیہ احمدیہ کے ایک ادنی ممبر کے ... مسلمانوں کے اتنے بڑے جلسہ میں کسی کے منہ سے نہ نکلا کہ اذان کی جو اسلام کے عظیم الشان شعائر میں سے ہے ایسی ہتک کیوں کی جاتی ہے ؟

یہ البتہ ندوے کیلئے اگر یہ کوئی اسلام کے لیے مفید سمجھا جاوے مگر ہم تو یہی کہیں گے کہ
وائے برین مسلمانی

ہم ان شاء اللہ اپنے مضامین کو سلسلہ میں جو خدا چاہے ایک سال یا اس سے کم و بیش عرصہ تک جاری رہے مفصل بتائیں گے کہ ندوہ یا ایسے امثال مجلسوں سے مسلمانوں کو نفع کے بجائے نقصان پہونچنے کا کس قدر احتمال ہے۔ باقی آیندہ

نظم +

منشی محمد نواب خاں صاحب ثاقب

کیا یہ خوشی ہوئی جو دارالامان میں ہے
آئی حیات نو جو مسیح زماں سے ہے
ہم اس کے دم سے ہیں یہی دعوی ہے سر بسر
کیا آج ہمارا بعض مسیحا کمال سے ہے
ہاں آج ہی ہیں عالم و عامی کھنچے ہوئے
انکا جذب ایسا کچھ کسے بیاں میں ہے
نور اللہ ہی ہر نگہ و رضعہ میں ہر زباں
وحی اللہ آپ کے رخ پر عیاں ہی ہے
باقی نہیں ہے خواہش فانی ضمیر میں
[illegible] خدا کا ولولہ اس نوجواں میں ہے
کشتی بنانے کے [illegible] یہ حق کی وجہ سے
[illegible] حکم خدا یا [illegible] ہے
زحمت [illegible] ہے نام کو ہر حال میں ہی خوشی
رحمت جو اس کے خانہ جنت نشان میں ہے
آجائے اہل دل نہ کہو ملا دیے بغیر
کیا دلربا ادا ہے جو اس دلستان میں ہے
وہ جذب اور حق ہے جو حق سے اسے ملا
معجزہ جنوں کے ہر اک نشان میں ہے
کسر صلیب قتل خنازیر سے ہے کام
جوہر یہی تو آپ کی تیغ زبان میں ہے
اعلاء نام حق ہو شکست صلیب ہو
ہے یہ خوشی جو ان کے دل شادماں میں ہے
راہ خدا میں اُن کی ہتھیلی میں جان ہو
ہر دم یہ فکر زندگی جاودان میں ہے
دیں کے سوا غم میں خوش ہو نہیں اور کوئی غم
دنیا کی زندگی میں یہ دار الجناں میں ہے
لاکھوں ہی لٹکے جاتی ہیں دنیا سے جی گھیر
برکت کچھ ایسی آپ کے دستار خواں میں ہے
پانی کی طرح مال بہاتا ہے یہ مسیح
قیصر کا عدل و داد و حکومت جہاں میں ہے
یہ معجزے ہیں اور یہ ہمارا مسیح ہے
معنی کی جان ہو گئی جان جہاں میں ہے
رگ رگ ہی تاک ہر کہیں لیکن کہاں نجات
گر ہے کہیں پناہ اسی آستاں میں ہے
ہاں دیر ہوا ہی ہوا یونکو نوح پھینک
بس ہے اگر ہوا تو اسی آشیاں میں ہے
دنیا میں چھا رہی ہر بلا کی سیاہ رات
شور و بائے عام ہوا انس و جاں میں ہے
بیوجہ آسماں پہ چڑھایا مسیح کو
کیوں ایسے پڑھے وقت ہیں وہ آسماں میں ہے
کیوں ہو نہیں گنگ یہ گویا کوئی بنائے
آخر یہی زباں ہی تو انکے دہاں میں ہے
بنتی نہیں ہر بات سو وہ سب دشنام کہے
کہاتے ہیں منہ کی صفوف نا توانی ہے
بس گالیوں کے تیر چلاتے ہیں دور سے
کچھ زور علم و فن ادب ہی کمان میں ہے
اٹھے تو ایک شیخ جی شیخی بھگارنے
ذلت کا جنکی تذکرہ پیر و جواں میں ہے
آخر کو انکی شیخی جھڑکا کر گری ہوئی
انکا برا نمونہ خواری جہاں میں ہے
نام انکا ہم نہ لیں گے یہاں تا اُٹھ جائے
کچھ بھی تمیز گر خرد نکتہ داں میں ہے
جی چاہتا نہیں کہ بتائیں آنا پنا
تیغ پہ چھپتے ہو لطف اسی چیستاں میں ہے

باقی آیندہ

+ یہ نظم حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حضور ۲۹ نومبر ۱۹۰۲ء کی شام کو پڑھی گئی۔

مذہبی دنیا

تاریکے سے جوں جوں سائنس اور علم کی روشنی ہوتی جاتی ہے مغربی دنیا عیسائی مذہب سے اٹھتی جاتی ہے اور مذہب کو قوم کا ایک نشان سمجھکر یا فیشن قرار دیکر وضعداری کے طور پر اسے نباہنا چاہتی ہے بشپ کولنزو۔ اور طامس پین اور ان کے اقران و امثال کثیر التعداد ایسے لوگ تھے اور ہیں جنھوں نے موجودہ ذخیرہ بائبل سے کوئی فائدہ نہیں اٹھایا اور اس کے متعلق عجیب وغریب خیالات ظاہر کیے۔ اب امریکہ کے ایک آزاد خیال پال کیرس صاحب چاہتے ہیں کہ عیسائیوں کے مختلف فرقوں کے لیے ایک جدید عہد نامہ تجویز کریں کہ جدید خیالات کو بھی جو حسب اقتضاء ضروریات زمانہ پیدا ہوں ۔۔۔ مانتے جائیں۔

اس قسم کی تحریکوں کا پیدا ہونا کسر صلیب کے اندرونی اسباب میں سے ایک سبب ہے جس سے صاف پایا جاتا ہے کہ عیسائیوں کے آزاد خیال لوگ موجودہ بائبل میں وہ اطمینان اور سکینت نہیں پا سکتے جو فطرتاً مذہب کا پابند ہوکر انسان پانی چاہتا ہے اور بائبل ان علوم کے سامنے جو رات نئے پیدا ہورہے ہیں ٹھہر نہیں سکتی۔ جدید علوم کا پیدا ہونا اور عیسائی قوموں میں اسکی ترقی انکو آزاد خیال اور بائبل سے بیزار بنا رہی ہے اور یہی وجہ ہے کہ ان میں دہریت اور الحاد پھیل رہا ہے اس لیے عیسائی کسی نہ کسی طرح چاہتے ہیں کہ اس گرتی ہوئی لکڑی کو ٹھہرائیں مگر اب وہ اپنے مرکز سے ہٹ چکی ہے انگلش اور امریکن نیشن کے آزاد خیال اسکو سہارا دینے کے بجائے دھکا دیکر گرانا چاہتے ہیں۔ سائنس اور جدید علوم کا بوجھ انکے آگے پیچھے کیطرف لا رہا ہے۔ اب وہ ٹھہر نہیں سکتا۔

ہم ان تحریکوں کو پڑھ کر کس قدر خوش ہوتے ہیں اور ہمیں اپنے صادق امام کی کامیابی کیسی یقینی معلوم ہوتی ہے جبکہ ہم دیکھتے ہیں کہ اندر ہی اندر عیسائی مذہب کے ابطال کے سامان۔

مبارکباد بتقریب شادی حضرت صاحبزادہ بشیر الدین محمود احمد

طال عمرہ

جو حامد ہیں خدا کے انکو وہ محمود کرتا ہے
ہر اک کام انکا اپنے فضل سے پرسود کرتا ہے
کچھ ایسا فضل اسکا شامل حال انکے ہوتا ہے
زمانہ چشم حیرت سے انھیں مشہود کرتا ہے
ہمیشہ راحت و فرحت شعار ان کا بناتا ہے
ہمیشہ دشمنوں کو انکے رنج آلود کرتا ہے
بڑھاتا ہے انھیں اور نعمتیں دیتا ہے عالم میں
وہ پورا انکا رحمت سے ہر اک مقصود کرتا ہے
جب اپنے فضل کی بنیاد ان کے حق میں رکھتا ہے
زماں بھر اپنے بندوں کی انھیں مسجود کرتا ہے
جہانکے بادشاہ ہونکو بناتا ہے غلام ان کے
انھیں مخدوم کرتا ہے انھیں مسعود کرتا ہے
کھڑے ہوتے ہیں جب حاسد مقابل اسکی پاکوں کے
انھیں مقبول کرتا ہے انھیں مردود کرتا ہے
در رحمت کو اپنے کھولدیتا ہے پیاروں پر
شقاوت کی ہر اک راہ اُن پہ وہ مسدود کرتا ہے
غرض ہر کام میں انکو خدا سے نصرۃ آتی ہے
ہر اک آن انکے مقصد کو وہ خود موجود کرتا ہے
جناب حضرۃ مہدی کے گھر میں آج شادی ہے
ہر اک دم میں اُسے رحمت سے حق خوشنود کرتا ہے
مبارک ہو مبارک ہو تجھے اے مہدی دوراں
تری محمود کو دُلہن سے حق مسعود کرتا ہے
مرادیں تیری برآئیں مسیحا دین و دنیا میں
جو پیارا ہے تو مولا ترا موجود کرتا ہے
تری مخصوص ذات نے کیا تثلیث کو زائل
تری حملہ سے ہر اک شر کو وہ نابود کرتا ہے
ہوا کسر صلیب ایسا نہیں اب کسر کچھ باقی
یہ ہی اظہار قدرۃ وہ سے معبود کرتا ہے
تجھے رکھے سلامت حق ترقی روز افزوں ہو
بسند اب خاطر شیدا تری بہبود کرتا ہے
تجھے برکت پہ برکت ہو تجھے ہے برقیام حق
ہر اک بخشش تجھے پیارا سے ذو الجود کرتا ہے
ترا محمود احمد ہو بشیر الدین مبشر ہو
خدا احمد کو اپنے فضل سے محمود کرتا ہے

شرف ہو دین و دنیا کا شریف احمد ترا مہلک
مبارک ہی مبارک ہو جو دل خوشنود کرتا ہے
بنا ہو انکو حق محسود اور حافظ ہو وہ انکا
وہی حاسد بناتا ہے وہی محسود کرتا ہے
رفیقو ملکے سب آمیں کہو میری دعاؤں پر
جو حق سے مانگتے ہیں اُنپہ وہ افزود کرتا ہے
الٰہی سایہ رحمت میں لے اپنے بندوں کو
مبارک پیش اب حضرۃ میں یعقوب کرتا ہے

از مولوی مبارک علی صاحب سیالکوٹی احمدی مدرس مدرسہ تعلیم الاسلام دار الامان قادیان

اعلان قبر مسیح کی اشاعت

حضرت مسیح کی قبر کے متعلق اعلان چھپکر طیار ہے اور ۳۰۰ روپیہ اسکی اشاعت کے لیے درکار ہے جس میں سے قریباً سو روپیہ جمع ہوچکا ہے باقی روپیہ بہت جلد جمع ہونا چاہیے تاکہ یہ کام شروع کیا جاوے ہر شہر کی جماعت پر لازم ہے کہ وہ بہت جلد اس امر کیطرف توجہ کرے۔ یہ عظیم الشان ثواب کا موجب ہے کیونکہ کسر صلیب جو مسیح موعود کی بعثت کا اصل مقصود ہے اس کے لیے کارگر حربہ یہی ہے ہمکو امید ہے کہ بہت جلد باقی روپیہ پورا کیا جاوے گا اس کے متعلق کل روپیہ مولوی محمد علی صاحب ایم اے کے نام آنا چاہیے اور منی آرڈر کے کوپن پر تقسیم چندہ اشتہار قبر مسیح ضرور درج ہونا چاہیے ۔ اس چندہ میں شریک ہونے والوں کے لیے ایک سہولت یہ بھی رکھی گئی ہے کہ وہ کشتی نوح کی چند کاپیاں خرید لیں جن کی قیمت ۸ جلدوں کے لیے علاوہ محصول عہ اور فی جلد ۲ر ہے ہم امید کرتے ہیں کہ بہت جلد ہی پوری کی جاسکی

انوار احمدیہ پریس قادیان باہتمام شیخ یعقوب علی اڈیٹر و مالک کے چھپکر شایع ہوا۔

ایک عظیم الشان معجزہ ظاہر ہوا

چہ ہیبتہا بدادند این جوان را
کہ ناید کس بہ میدان محمدؐ را

ہر سہ ان تحدی مین سلسلہ عالیہ احمدیہ کے پیشوا اور امام حضرت حجۃ اللہ جری اللہ فی حلل الانبیاء مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی اس پیشگوئی کی صداقت ظاہر ہوئی ہے + اور الحمد للہ آج ۱۰ - دسمبر سنہ ۱۹۰۲ء بروز بدھ مطابق ۹ - رمضان المبارک سنہ ۱۳۲۰ھ پھر اسکا ظہور ہوا اور اعجاز احمدی کا خارق عادت نشان ظاہر ہوگیا -

۱۰ - دسمبر سنہ ۱۹۰۲ء تک اعجاز احمدی کا جواب لکھنے والے ثناء اللہ اور اسکے رفقا کو دس ہزار روپیہ انعام دینے کا وعدہ کیا گیا تھا اور اسی میعاد پر حصر اسپر رکھا گیا تھا اور لطف یہ ہے کہ اعجاز احمدی کے جواب کے لئے کوئی خاص قید بھی . . . نہین تھی صرف یہی لکھا تھا کہ وہ ایسا قصیدہ مع اسیقدر اردو مضمون کے جواب کے جو وہ بھی ایک نشان ہے بنا کر شایع کر دین تو مین بلا توقف دسہزار روپیہ انکو دیدونگا اور یہ کہکر انکو غیرت دلائی گئی کہ اسوجہ سے بھی انکو کوشش کرنی چاہئیے کہ میں ایک اشتہار مین پیشگوئی کے طور پر یہ خبر دیچکا ہے کہ آخیر دسمبر سنہ ۱۹۰۲ء تک کوئی خارق عادت نشان ظاہر ہوگا اور گو وہ نشان اور صور تو نہین بھی ظاہر ہوگیا ہے لیکن اگر مولوی ثناء اللہ اور دوسرے مخاطبین نے اس میعاد کے اندر اس قصیدہ کا اور اس اردو مضمون کا جواب نہ لکھا یا نہ لکھوایا تو یہ نشان انکے ذریعہ سے پورا ہوجائیگا سو انہین لازم ہے کہ اگر وہ میرے کاروبار کو انسان کا منصوبہ خیال کرتے ہین تو مقابلہ کرکے اس نشان کو کسی طرح روکدین اور دیکھو مین قسم کھا کر کہتا ہون کہ اگر وہ اکیلے یا دوسرون کی مدد سے میعاد معینہ کے اندر میرے قصیدہ اور اردو عبارت کے مطابق اور ان اشعار کی تعداد کیمطابق قصیدہ چھپوا کر شایع کرینگے اور تاریخ وصولی سے بیس دن کے اندر بذریعہ ڈاک میرے پاس بھیجدین گے تو صرف مین یہی نہین کرونگا کہ دسہزار روپیہ انعام دونگا بلکہ اس عملہ سے میرا جھوٹا ہونا ثابت ہوجاویگا ورنہ ان کا حق نہین ہوگا کہ پھر کبھی مجھے جھوٹا کہین یا میرے نشانون کی تکذیب کرین - دیکھو مین آسمان اور زمین کو گواہ رکھ کر کہتا ہون کہ آج کی تاریخ سے اس نشان پر حصر رکھتا ہون اگر مین صادق ہون اور خدا تعالی جانتا ہے کہ مین صادق ہون تو کبھی ممکن نہین ہوگا کہ مولوی ثناء اللہ اور ان کے تمام مولوی پانچ دن مین ایسا قصیدہ بنا سکین اور اردو مضمون کا رد لکھ سکین کیونکہ خدا تعالے ان کی قلمون کو توڑ دیگا اور انکے دلون کو غبی کر دے گا +

اب ایک سلیم الفطرۃ غور سے ان سطور کو جو جلی قلم سے لکھے گئے ہین پڑے اور سوچے کہ کیا یہ بشری طاقتون کے اندر ہے کہ وہ اس قسم کی تحدی کرسکے یہ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود کی صداقت کا خاص معیار تھا اور اسی پر آنحضرت نے حصر صداقت رکھا تھا - اور آخری جلی سطرین بڑی وضاحت سے اس بصیرت اور معرفت کو ظاہر کرتی ہین جو آپ اپنے من جانب اللہ ہونے پر رکھتے ہین ان سب سے بڑھ کر عظیم الشان دو پیشگوئیان ہین جو مندرجہ ذیل الفاظ مین اسی صفحہ ۳ - پر درج ہین +

واضح رہے کہ مولوی ثناء اللہ کے ذریعہ عنقریب تین نشان میرے ظاہر ہونگے - اول - وہ قادیان مین تمام پیشگوئیون کی پڑتال کیلئے میرے پاس ہرگز نہین آئینگے اور سچی پیشگوئیون کی اپنے قلم سے تصدیق کرنا ان کے لئے موت ہوگی - سوم - اور سب سے پہلے اس اردو مضمون اور عربی قصیدہ کے مقابلہ سے عاجز رہ کر جلد تر ان کی روسیاہی ثابت ہوجائے گی +

اب دانشمند پبلک دیکھے اور خود انصاف کرے کہ

کیا اب بھی کہوگے کہ نشان پورا نہین ہوا؟

جیسے حضرت اقدس نے زمین آسمان کو گواہ رکھکر اسپر اپنی صداقت کا حصر رکھا تھا اب اسی زمین و آسمان کی شہادت سے ثابت ہوگیا کہ یہ صادق اور خدا کا مامور و مرسل ہے۔ سچ ہے۔

اسمان بارد نشان الوقت می گوید زمین
این دو شاہد از پئے تصدیق من استادہ اند

اے خدا کے برگزیدہ اور مطہر کئے ہوئے مسیح موعود تجھکو مبارک ہو آج تیری صداقت آفتاب کیطرح روشن ہوگئی تجھے رحمت برکت کا نشان تیرے خدا کی طرف سے ملا اسی کے موافق جو تو نے اس سے مانگا۔ اے مظفر! تجھ پر سلام۔ خدا نے تیری تصدیق مین یہ نشان ظاہر کیا اور تجھے فتح و ظفر کی کلید عطا ہوئی تا ان لوگون کو جو زندگی کے خواہان ہین موت کے پنجہ سے نجات ہو اور وہ جو قبرون مین دبے پڑے ہین باہر آوین اور تا اسلام کا شرف اور کلام اللہ کا مرتبہ لوگون پر ظاہر ہو حق اپنی برکتون کے ساتھ آگیا اور باطل اپنی نحوستون کے ساتھ بھاگ گیا *

احمدی قوم! تجھے مبارک ہو کہ تیرے پیشوا اور امام کا صدق کھل گیا۔ والحمد للہ علیٰ ذالک۔

آخر مین ہم اپنے مطاع باذن اللہ۔ محبوب و مولا امام کے حضور احمدی قوم کیطرف سے مبارکباد عرض کرتے ہین۔

گر قبول افتد زہے عز و شرف

اللھم صلے علے محمد و علے آل محمد کما صلیت علے ابراہیم و علے آل ابراہیم انک حمید مجید

سلسلہ عالیہ احمدیہ کا خدمتگذار دلی خاکسار شیخ یعقوب علی تراب عمری ایڈیٹر الحکم

ایک اور نشان ظاہر ہوا

بنگر اے قوم نشانہائے خداوند قدیر
چشم بکشا کہ بر چشم نشانے است کبیر

عرصہ ہوا حضرت جری اللہ فی حلل الانبیاء مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو یہ الہام ہوا تھا تُخْرَجُ الصُّدُوْرُ اِلَی الْقُبُوْرِ اور انہین دنون مین یہ الہام الحکم کے ذریعہ شایع ہوگیا تھا۔ جن لوگون نے اس الہام کو پورا کیا مولوی نذیر حسین دہلوی بھی انہین سے ایک تھا۔ ۸ دسمبر ۱۹۰۲ء کو ۵½ بجے صبح کے اس نشان کو پورا کرنیوالو نمین مولوی رسل بابا امرتسری بھی بعارضہ طاعون فوت ہوئے مولوی رسل بابا سلسلہ عالیہ کا سخت مخالف تھا۔ ایک کتاب بھی اس نے لکھی تھی اور آجکل اس نے حضرت حجۃ اللہ کے خادمونکو امرتسر مین تکلیف دہی کا خاص مذاق پیدا کر لیا تھا مولوی رسل بابا کے بعض نادان* دوست انکو اور اپنے آپکو طاعون کا نشانہ ہونے مین بطور نشان پیش کیا کرتے تھے اور کہتے تھے کہ ہمین کیون طاعون نہین ہوتا یا رسل بابا کو کیون نہین ہوتا آخر خدا نے ۱ نے رسل بابا کو طاعون مین پکڑا اور وہ ۲ روز تک سخت تکلیف کے بعد آخر تخرج الصدور الی القبور کا نشان پورا کرنیکو اس جہان سے کشتہ طاعون ہو کر رخصت ہوا اسکی موت مسیح موعود کی صداقت پر ایک روشن دلیل ٹھہری۔ امرتسری مقلدین و غیر مقلدین نے اسکی زندگی کیلئے بہت دعائین کین۔ مگر وَمَا دُعَآءُ الْكٰفِرِيْنَ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ کا مصداق ہوئین۔ پچھلے جمعہ حضرت اقدس ع کو الہام ہوا تھا موت قبل یوم ہذا یعنے اگلے جمعہ سے پہلے مرجاویگا۔ چنانچہ اب رسل بابا کی موت کی خبر نے ثابت کر دیا کہ یہ پیشگوئی بھی پوری ہوئی۔ اب امرتسر مین ایک عبرت انگیز نشان کی صورت مین حجت پوری ہوگئی اور رسل بابا کی لاش اور قبر زبان حال سے اپنے ہمعصر مولویون اور دوسرے لوگونکو جو اس سلسلہ کے مخالف ہین مخاطب کر کے نہایت حسرت اور سوز و رقت کے ساتھ کہتی ہے۔ سہ روزگار م بشد بناوانی ٭ من نکردم شما حذر بکنید * کیا اہل امرتسر اس آواز کو سنینگے اور دیدہ عبرت کھولکر

* مولوی رسل بابا نے تنگدی کا ایمان دینے کے لئے اپنے شاگردونکو مامور کر رکھا تھا۔) بلکہ سنا ہے کہ مولوی صاحب نے وصیت کی تھی کہ ان لوگونکو بھی قبر مین داخل کئے جاوین۔ مرتب